عرس خواجہ غریب نواز کے موقع پر قوم کے نام حضور صاحب سجادہ کا ایک اہم

پیغام

حامداً ومصلیاً ومسلماً!

سرزمین ہندوستان، صوفیائے کرام کی تعلیم رشد وہدایت کی ابدی نعمتوں، خانقاہی نظام کی جلوہ سامانیوں، اولیائے عظام کے روحانی جلووں اور علمائے اہلسنت کی مخلصانہ دعوت وتبلیغ کے روشن ومنور نقوش سے ہمیشہ درخشاں وتاباں رہی ہے۔ اس سرزمین ہند پر اسلامی افکار ونظریات کے لہلہاتے گلشن سدا بہار میں جہاں سلطان الہند حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کے خلفاء اور دیگر خواجگان چشت کی مخلصانہ دعوت وتبلیغ کے خوش نما گلہائے رنگا رنگ نظر آتے ہیں تو وہیں اس میں سرکاران بلگرام وکالپی، مشائخ مارہرہ ومسولی اور علمائے بریلی جیسے قادری بزرگوں کی انتھک کوششوں کے دل کش بیل بوٹے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اس لالہ زار کو معطر بنانے میں جہاں مشائخ نقش بند نے شب وروز جدوجہد کی ہے وہیں اس کی حنا بندی کرنے میں سہروردی بزرگوں نے بھی بے پناہ قربانیاں پیش کی ہیں۔ سرکار خواجہ غریب نواز کے گلستان ہند کی رعنائیوں کی حفاظت وپاسبانی میں جہاں خانوادۂ محدث دہلوی، علمائے فرنگی محلی اور افاضل خیرآبادی نے بے انتہا قربانیاں پیش کی ہیں تو وہیں اس سلسلہ میں میرے جد کریم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت، ان کے خلفاء وشہزادگان اور دیگر مشائخ خانوادۂ رضویہ کی بے مثال قربانیوں کو بھی ہرگز ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہندستان میں اسلام خواجہ غریب نواز جیسے اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے پھیلایا ہے تو اس کی حقیقی حفاظت وپاسبانی کا فریضہ ماضی قریب میں سرکار اعلیٰ حضرت اور ان سے وابستہ علمائے کرام نے انجام دیا ہے۔ بلاشبہ اسلامیان ہند ان عبقری شخصیاتِ اسلام کے ساتھ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات سے کبھی بھی عہدہ برآں نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ حضرت خواجہ غریب نواز نے ہندستان جیسی سرزمین کفر وشرک کو اسلام کی لازوال نعمتوں سے سرفراز کرنے کے لئے بے حساب خدمات انجام دی ہیں جنہیں رہتی دنیا تک کبھی بھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے عرس خواجہ غریب نواز کے موقع پر ہم تمام اہل سنت کو سلطان الہند کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرنے کے لئے ان کی یاد میں مجلسیں، ایصال ثواب کی محفلیں اور جلسے منعقد کر کے اپنی نئی نسل کو ان کی ان خدمات سے روشناس کرانا چاہئے۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں ''سبحانی'' غفرلہٗ القوی

خادم آستانہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: امام اہلسنت، مجدد دین وملت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز

ماہنامہ
اعلیٰ حضرت
بریلی شریف

بفیض روحانی
حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ
محمد حامد رضا قادری
علیہ الرحمہ

سرپرست روحانی
احسن العلماء حضرت علامہ
سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں
علیہ الرحمہ
مارہرہ شریف

بفیض کرم
مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ
محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری
علیہ الرحمہ

بانی رسالہ
مفسر اعظم حضرت علامہ
محمد ابراہیم رضا قادری
"جیلانی میاں" علیہ الرحمہ

زیر سایۂ کرم
ریحان ملت حضرت علامہ شاہ
محمد ریحان رضا نوری قادری
علیہ الرحمہ

جلد نمبر ۵۵ رشمارہ نمبر 5

رجب المرجب ۱۴۳۶ھ
مئی ۲۰۱۵ء
May 2015

کلام الامام - امام الکلام

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی

لاج رکھ لی طمع عفو کے سودائی کی
اے میں قرباں مرے آقا بڑی آقائی کی

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھایئے اُمّی تری دانائی کی

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

تنگ ٹھہری ہے رضاؔ جس کے لئے وسعت عرش
بس جگہ دل میں ہے اس جلوۂ ہرجائی کی

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
ماہنامہ اعلیٰ حضرت
۸۴ رسوداگران بریلی شریف

Monthly Alahazrat
84, Saudagran, Bareilly Sharif
Pin-243003
Contact No.
(+91)-0581-2575683,
2555624 (Fax) 2574627
(Mob) (+91)-9359103539
E-mail:mahanamaalahazrat@gmail.com
E-mail:subhanimien@yahoo.co.in

ماہنامہ اعلیٰ حضرت انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے
visit us: www.ala-hazrat.org

چیک یا ڈرافٹ بنام
MAHANA ALA HAZRAT
A/c No.
0043002100043696
Punjab National Bank Civil Lines Bareilly

زر سالانہ ممبر شپ
فی شمارہ: -/20
زر سالانہ: -/200
بیرون ملک: $20 رامریکی ڈالر

کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی بریلی کورٹ ہی میں قابل سماعت ہوگی (ادارہ)

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر "مولانا سبحان رضا خاں" نے رضا برقی پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف سے شائع کیا۔

فہرست

ہر ماہ انٹرنیٹ پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لیے کلک کریں ہماری اس ویب سائٹ پر۔

Website:-www.ala-hazrat.org

E-mail:-mahanamaalahazrat@gmail.com,saleembly@gmail.com

ترقی یا مفاد پرستی

از:- مولانا عبدالرحمٰن خاں قادری، مدیر ماہنامہ ھٰذا

ترقی اور روزگار کا وعدہ کرنے والے ''نریندر مودی'' اپنے ناپاک وعیار مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ نادان عوام نے ان پر اعتماد کیا۔ بھولی بھالی جنتا ان کے دام تزویر میں پھنس گئی۔ پارلیمانی عام انتخاب کے دوران ان کی جذباتی تقریروں پر ہندوستانی باشندگان نے بھروسہ کیا۔ ''سب کا ساتھ، سب کا وکاس'' نعرہ لگانے والے مودی پر جاہلوں نے آنکھیں بند کر کے یقین کیا۔ انہیں ایسا لگا کہ ۱۲۵ رکروڑ ہندوستانی عوام کے دن بدلنے والے ہیں۔ گجرات کے سفاک مودی نے اپنا حلیہ، اپنا لباس، اپنا لہجہ، اپنے عزائم اور اپنا رویہ بدل دیا ہے۔ یہ وہ مودی نہیں جس نے گجرات کے مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجوائی۔ کمسن اور بے قصور بچوں کا قتل عام کرایا۔ بے سہارا عورتوں اور بے بس مردوں کو زندہ نذر آتش کیا۔ انتہائی بے دردی اور سفاکانہ انداز میں تڑپا تڑپا کر موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ املاک لوٹی گئیں۔ کارخانے جلائے گئے۔ دوکانیں تباہ کی گئیں۔ کاروبار نشٹ کئے گئے۔ عزتیں پامال کی گئیں۔ یہ وہ نہیں بلکہ یہ ترقی وفلاح کے داعی ہیں، اہل ہند کے سچے بہی خواہ، اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے ہمدرد۔ اور روزگار وتعلیم کے دل سے خواہاں ہیں۔ یہ دس سال کی عمر سے آر۔ ایس۔ ایس۔ کے خدمت گزار اور سچے وفادار رہے لیکن اب یہ بدل گئے ہیں۔ ہندوستانی عوام کی بھرپور خدمت کریں گے اور اپنی انتھک کوششوں سے ہندوستان کا نقشہ ہی بدل دیں گے۔ ترقی کے سانچے میں ملک کو ڈھالیں گے۔ اپنے اور بیگانے کا فرق مٹا کر سبھی کو روزگار اور فلاح کے مواقع فراہم کرائیں گے۔ ہندستانیوں نے بھروسہ کیا اور دل کھول کر حمایت کی۔ خوب ووٹ دیئے اور دلوائے۔ اکثر مسلم ووٹ غیر معمولی تقسیم کا شکار ہونے کی وجہ سے بے اثر ہو کر رہ گئے۔ خاصے مسلمان بی جے پی کی حمایت بے جا کی اندھی کوٹھری میں خود کو بھی بھول گئے۔ اور راستہ بھی بھول گئے۔ واضح اکثریت کے ساتھ مودی جی میدان جیت گئے اور ایسے جیتے کہ گزشتہ دو دہائیوں میں اس جیت کی مثال نہیں ملتی۔ ہندوستان میں مخلوط حکومتوں کا راج چلتا تھا۔ مگر مودی کی قیادت و سربراہی کے سائے میں بی جے پی نے کامیابی کی ایک نئی اور حیرت انگیز تاریخ رقم کر دی۔ ہندوستانی کٹر پنتھی ہندوؤں نے یہ سمجھا کہ فتح و ظفر کا تاج ہمارے ہی سر آ گیا ہے۔ اب ہمارے سامنے کسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہم جو چاہیں کریں۔ کوئی کہنے سننے والا نہیں۔

''سیاں بھئے کوتوال، پھر ڈر کاہے کا''

وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے۔ سیدھے سادھے، سادہ لوح عوام اچھے ماحول، اچھی زندگی، اچھے مواقع اور اچھی اچھی اسکیموں کا انتظار کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ مگر انتظار بسیار کے لمحات طویل سے طویل تر ہوتے جا رہے ہیں۔ بجائے آسانیوں کے دشواریاں دامن گیر ہوتی جا رہی ہیں۔ موںھ پر مایوسیوں کے زوردار

طمانچے پڑ رہے ہیں۔آئے دن مشکلات میں اضافہ ،طرح طرح کے ناپاک منصوبے اور دل آزار باتیں۔کوئی مسلمانوں کے مذہب سے کھلواڑ کر رہا ہے۔کوئی ہر ہندوستانی کو ہندو بتا رہا ہے۔کوئی کہتا ہے کہ ۸۰۰ رسالوں کے بعد اس ملک پر ہندو حکومت کو اقتدار ملا ہے۔اب ہندوستان ''ہندوراشٹر'' بنے گا۔کسی نے ''دھرم پریورتن'' کو لازمی قرار دیا تو کسی نے ''گھر واپسی'' کا راگ الاپا۔کسی نے ''لو جہاد'' کی مجہول ومہمل اصطلاح رائج کی تو کسی نے مسجدوں کو مندر بنانے کا اعلان کیا۔کسی نے دستور ہند بدلنے کی بات کہی تو کسی طرف سے نصاب تعلیم کی کتابوں میں ہیرا پھیری اور تاریخ مسخ کرنے کا عمل شروع ہو گیا۔کہیں ''وندے ماترم'' پر اصرار تو کہیں ''سرسوتی وندنا'' کو لازمی قرار دینے کی بات ،کہیں کلیساؤں پر حملے تو کہیں مسجدوں پر نشانے ،کہیں بوڑھی راہباؤں کی عصمت دری تو کہیں مدارس اسلامیہ کی نفع بخش تعلیم پر حملے۔بی جے پی کی حکومت کیا آئی۔مودی جی وزیر اعظم کیا بنے کہ ہر طرف سے آفتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ،تکالیف ومشکلات کے تباہ کن میزائل برسنے لگے، مایوسیوں کی کالی کالی گھٹائیں چھانے لگیں ۔بیچارے ،غریب مسلمانوں کا جینا دوبھر ہو گیا۔بی جے پی کے لیڈران نہ مسلمانوں کو کوئی سہولت دینے کو تیار ہیں اور نہ ان کی مسجدوں کو ''عبادت گاہ'' ماننے کو تیار۔ ابھی ماضی قریب میں ''سبرامنیم'' نے مسجدوں کے خلاف کتنی شدید بکواس اور کتنی دلسوز دریدہ دہنی کی ہے۔کسی باہوش پر مخفی نہیں ۔مسلمانوں پر متعصب اور کٹر پنتھی ہندوؤں کی طرف سے کیسی کیسی یلغار ہو رہی ہے۔ان پر عرصۂ حیات تنگ سے تنگ تر کیا جا رہا ہے۔بی جے پی کے لیڈران سخت دریدہ دہنی اور بے ہودہ زبان درازی میں مصروف ہیں۔مگر ہمارے وزیر اعظم ہیں کہ کچھ بولنے اور سننے کو تیار ہی نہیں۔ان کی طرف سے نہ کوئی صفائی اور نہ کوئی تبصرہ۔ مسند اقتدار پر عیش وعشرت کے عالم میں بدمست ''مودی'' اپنا وعدۂ ترقی اور اپنی انتخابی تقریریں بھول گئے ،نشۂ حکومت میں چور اور اہل ہند کے مفادات سے دور غیر ملکی پُرمفاد اور پُرتکلف دوروں میں اتنا مصروف کہ انہیں ترقی وفلاح کے بارے میں سوچنے کا وقت کہاں؟ حالات خراب سے خراب تر ہو رہے ہیں۔ظلم بڑھ رہا ہے۔مسجدیں محفوظ نہیں۔ مسلمان دہشت زدہ ہے۔کلیساؤں پر حملے ہو رہے ہیں۔ایسے پُرصعوبت ماحول میں مودی جی آخر کیوں چپی سادھے ہوئے ہیں ؟ آرایس ایس کے گندہ ذہن افراد ریشہ دوانیوں میں لگاتار مصروف ہیں۔مگر مودی جی خاموش۔اور خاموش بھی کیوں نہ ہوں یہ سب ''ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں''۔

آخر کیا بات ہوگئی کہ ایک لمبا عرصہ گزرنے کے بعد گزشتہ دنوں مودی جی نے سکوت کا قفل توڑا اور اپنی خاموش زبان کھولی اور کہا:

''میری حکومت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ ملک کے تمام مذاہب کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہو اور بغیر کسی دباؤ کے ملک کے ہر ایک شہری کو کوئی بھی مذہب اختیار کرنے کی پوری آزادی دی جائے۔کسی بھی مذہب کے کسی بھی گروہ کو مذہب کی بنیاد پر تشدد کی اجازت نہیں دی جائے گی۔اور جو ایسا کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہیں سخت کارروائی کا سامنا کرنا ہوگا میری حکومت کسی بھی طرح کا تشدد برپا کرنے کی اجازت نہیں دے گی''۔

(اردو روزنامہ انقلاب ۲۴ رفروری ۲۰۱۵)

مودی جی نے بات اچھی کہی۔ان کی باتیں کبھی کبھی اچھی ہوتی ہیں۔ماضی

کے بیانات گواہ ہیں۔گزشتہ سال ۱۵ راگست کی تقریر میں بھی باہمی بھائی چارگی کا حسین خواب دکھایا گیا۔مگر افسوس تو یہ ہے کہ عمل نہیں ہوتا۔خالی کھوکھلے دعوے ہوتے ہیں۔قابل غور بات یہ ہے کہ لمبی خاموشی اور بھاری خسارے کے بعد مودی جی نے اپنی زبان کیوں کھولی؟ پہلے سے کیوں خاموش تھے؟اس پُر اسرار خاموشی کے پردے سے کیا کیا تخیلات جنم لیتے ہیں بتانے کی ضرورت نہیں۔اگر آپ اتنے ہی بہی خواہ، ہندوستان پرست اور پختہ عزم کے مالک ہیں تو آپ کے لیڈران بے لگام اور آپے سے باہر کیوں ہیں؟ آپ کے ساکت اور جامد چہرے سے آپ کے صحیح خدوخال ظاہر ونمایاں ہیں۔ع

ہم کو تو ہر حجاب میں آتے ہو تم نظر
دھوکہ وہ کھائے جو تمہیں پہچانتا نہ ہو

کاش! یہ بیان پہلے آگیا ہوتا اور اس کی روشنی میں ہندوستانی سیاست کا سفر باہمی رواداری و یکجہتی کی راہوں پر جاری رہا ہوتا تو صدر امریکہ کو شائستہ انداز میں آپ کو نصیحت کرنے ، بلکہ ڈانٹنے اور زوردار طمانچہ رسید کرنے کی ضرورت نہ پڑی ہوتی۔یہ جملہ کہ ''ہندوستان اس وقت تک ترقی کریگا جب تک اس کی مذہبی رواداری کی شناخت باقی رہے گی''۔ذرا سوچو! کیوں کہا گیا ؟ کیا یہ ہندوستانی اقلیتوں پر ظلم کا جواب نہیں؟ کیا یہ آپ کے نازیبا رویّے پر مہذب احتجاج وانتباہ نہیں ؟ کیا یہ جملہ رخسار ہند پر زبردست طمانچہ نہیں؟ حساس افراد اور زندہ دل اشخاص اس زوردار طمانچہ کی ضرب اور تکلیف محسوس کر سکتے ہیں۔ اور دوسرا زوردار طمانچہ ''نیویارک ٹائمز'' کا اداریہ بنام ''پُر اسرار خاموشی'' ہے۔جس نے مودی کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔مودی کی خاموشی پر اس اداریہ نے زبردست میزائل برسائے۔تب کہیں جا کران کی خاموشی کا طلسم ٹوٹا اور انہوں نے کہا کہ ''میری حکومت تشدد کی اجازت نہیں دے گی اور مذہبی آزادی کی کھلی فضا میں پُرسکون زندگی گزارنے کا حق دیگی''۔

سوال یہ بھی ہے کہ اب سے پہلے بہت مظالم ڈھائے گئے۔مسلمانوں کو بار بار تڑپا تڑپا کر مارا گیا۔مسجدیں جلائی گئیں۔مدارس اور خانقاہیں مسمار کی گئیں۔مسجدوں کو مندروں میں تبدیل کیا گیا، ہزاروں مسلمان مارے گئے۔امریکہ خاموش رہا۔اب کیوں نصیحت کر رہا ہے؟ کیوں چیخ رہا ہے؟ کیوں امریکہ کی صحافت حرکت میں آئی؟

اہل شعور وادراک پر مخفی نہیں کہ یہ مسلمانوں کی حمایت میں نہیں بلکہ عیسائیوں کی ہمدردی میں ہو رہا ہے۔ ہندو کلیسا جلائیں گے تب آپ میں حرکت آئے گی ،مسلمان مارا جائے تو کوئی بات نہیں۔ خدا کرے کہ یہ حمایت باقی رہے اور دشمن دشمن کی سرکوبی کرتا رہے۔ مودی جی کی زبان کھلی رہے اور جن وعدوں کی بنیاد پر وہ اقتدار میں آئے ان پر عمل ہو۔اگر عمل نہیں ہوا اور دہشت گرد ہندویوں ہی بے لگام آزاد پھرتے رہے۔مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی اور دریدہ دہنی بند نہیں ہوئی۔ حسب وعدہ نئے پروگراموں کے ساتھ ہندوستانی گلشن نہیں سینچا گیا۔تو ترقی کے نام پر مفاد پرستی کا چراغ جلانے والے یاد رکھیں کہ پانچ سال گزرتے دیر نہیں لگتی۔ چوتھائی مدت گزر چکی ہے۔اگر یہی حال رہا تو آئندہ الیکشن میں وہی ہوگا جو ماضی قریب میں دہلی کے اسمبلی الیکشن میں ہوا۔ع

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدے میں شیخ جی صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

☆☆☆☆

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ: -اور کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا۔ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے۔تو نہ سست پڑے ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہونچیں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے ۲۶۳؎ اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں۔وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے سوا اس دعا کے ۲۶۴؎ کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں۔۲۶۵؎ اور ہمارے قدم جما دے اور ہمیں ان کافر لوگوں پر مدد دے۔۲۶۶؎ تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا ۲۶۷؎ اور آخرت کے ثواب کی خوبی۔۲۶۸؎ اور نیکی والے اللہ کو پیارے ہیں۔اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہے پر چلے۔۲۶۹؎ تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے۔۲۷۰؎ پھر ٹوٹا کھا کے (نقصان اٹھا کر) پلٹ جاؤ گے۔۲۷۱؎ بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار۔کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔۲۷۲؎ کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس پر اس میں کوئی سمجھ نہ اتاری اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا برا ٹھکانا ناانصافوں کا۔(سورۂ آل عمران رکوع ۶، آیت ۱۴۵ تا ۱۵۱)

تفسیر: -۲۶۳؎ ایسا ہی ہر ایماندار کو چاہئے ۲۶۴؎ یعنی حمایت دین و مقامات حرب میں ان کی زبان پر کوئی ایسا کلمہ نہ آتا جس میں گھبراہٹ و پریشانی اور تزلزل کا شائبہ بھی ہوتا بلکہ وہ استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہتے اور دعا کرتے۔۲۶۵؎ یعنی تمام صغائر و کبائر باوجودیکہ وہ لوگ ربانی یعنی اتقیا تھے پھر بھی گناہوں کا اپنی طرف نسبت کرنا شان تواضع وانکسار اور آداب عبدیت میں سے ہے۔ ۲۶۶؎ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طلب حاجت سے قبل توبہ واستغفار آداب دعا میں سے ہے۔۲۶۷؎ یعنی فتح وظفر اور دشمنوں پر غلبہ ۲۶۸؎ مغفرت وجنت اور استحقاق سے زیادہ انعام واکرام ۲۶۹؎ خواہ وہ یہود ونصاریٰ ہوں یا منافق ومشرک ۲۷۰؎ کفر و بیدینی کی طرف ۲۷۱؎ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کفار سے علیحدگی اختیار کریں اور ہرگز ان کی رائے ومشورے پر عمل نہ کریں۔اور ان کے کہے پر نہ چلیں ۲۷۲؎ جنگ اُحد سے واپس ہو کر جب ابوسفیان وغیرہ اپنے لشکریوں کے ساتھ مکۂ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا تو انہیں اس پر افسوس ہوا کہ ہم نے مسلمانوں کو بالکل ختم کیوں نہ کر ڈالا۔آپس میں مشورہ کر کے اس پر آمادہ ہوئے کہ چل کر انہیں ختم کر دیں۔جب یہ قصد پختہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا اور انہیں خوف شدید پیدا ہوا اور وہ مکہ مکرمہ کی طرف واپس ہو گئے۔اگرچہ سبب تو خاص تھا لیکن رعب تمام کفار کے دلوں میں ڈال دیا گیا کہ دنیا کے سارے کفار مسلمانوں سے ڈرتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہے۔

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں** مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر، سوداگران بریلی شریف

ایصال ثواب

عن امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قال: قال رسول اللہ ﷺ من مر علی المقابر وقرأ قل ھواللہ احد احدی عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۹۴/۴)

ترجمہ: امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا قبرستان سے گزر ہو اور اس نے گیارہ بار قل ھو اللہ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو ایصال کیا۔ تو تمام مردوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔

عن سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال: یا رسول اللہ! ان ام سعد ماتت، فای الصدقۃ افضل؟ قال الماء۔ قال فحفر بیرا وقال ھذہ لام سعد۔

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی تو کنوا کھودا اور اس طرح کہا یہ کنواں ام سعد کے لیے ہے۔

تشریح: ان دونوں حدیثوں کو نقل فرمانے کے بعد میرے جد کریم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایصال ثواب اور فاتحہ کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''قبل اس کے صدقہ محتاج کے ہاتھوں میں پہنچے ثواب اس کا میت کو پہنچانا جائز ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر و متبادر کہ کنواں تیار ہو جانے پر یہ الفاظ کہے۔ ھذہ لام سعد اور جب تک وہ کنواں رہا بحکم ھذہ لام سعد سب کا ثواب مادر سعد کو پہنچا اور سب کا ایصال منظور تھا۔ تو قبل تصرف بھی ایصال ثواب حاصل۔ یہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ اب جو اسے ناجائز کہے حدیث کی مخالفت کرتا ہے''۔

کچھ آگے چل کر فاتحہ کے مروجہ طریقے کی حقانیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''طریقہ مروجہ میں ثواب پہنچانے کی دعا اس وقت کرتے ہیں جب کہ کھانا دینے کی نیت کر لی اور کچھ قرآن عظیم پڑھ لیا تو کم از کم گیارہ ثواب تو اس وقت مل چکے۔ دس ثواب قرأت کے اور ایک نیت اطعام کا۔ کیا انہیں میت کو نہیں پہنچا سکتے؟ رہا کھانا دینے کا ثواب وہ اگرچہ موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہوگا کہ جب تک وہ شئ موجود نہ ہو کیا بھیجی جائے۔ حالانکہ اس کا طریقہ صرف جناب باری میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہنچ جائے۔ خود امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے ''طریق رسانیدن آں دعا بجناب الٰہی است'' کیا دعا کرنے کے لیے بھی اس شئ کا موجود فی الحال ہونا ضروری ہے؟۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۹۴)

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج اور تحقیق:- حضرت مولانا الحاج محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

امام سے دنیوی رنجش کی وجہ سے ترک جماعت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید امام ہے اور بکر وغیرہ مقتدی ہیں۔ بکر کی بے جا باتوں کی وجہ سے زید وبکر میں بول چال بند ہے۔ زید سے بکر بلا وجہ کی رنجش رکھتا ہے اور اس کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتا۔ پوچھنے پر کہتا ہے کہ جس امام سے مقتدی کی رنجش اور ناراضی ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اس لیے جماعت کے بعد وہ علیحدہ اپنی نماز ادا کرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی روکتا ہے۔ لہٰذا از روئے شرع بکر کا کیا حکم ہے؟

سائل بشیر الدین، سرولی، شہباز پور ضلع بریلی شریف

الجواب: -بلا عذر شرعی جماعت کا ترک ناجائز ہے اور ایسا شخص فاسق معلن ہے۔ بلکہ دنیوی رنجش کی بنا پر امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بھی ناجائز ہے۔ جن لوگوں نے جماعت چھوڑی وہ گنہگار ہوئے ان پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

۲۴ر شوال المکرم ۱۳۹۰ھ

دیہات میں جمعہ کے دن ظہر کے فرض پڑھنے کا طریقہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) دیہات کا ایک گاؤں جس میں مسجد بھی ہے، امام بھی مقرر ہے اور وہ گاؤں قصبہ وشہر سے بھی دور ہے۔ یہاں جمعہ بھی ہوتا ہے۔ جمعہ کے دن کوئی بھی آدمی بروجہ ناواقفیت ظہر کی نماز ادا نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا تحریر فرمائیے کہ جمعہ کی ۱۴ر رکعت پڑھنے کے بعد ظہر کی نماز کس طرح ادا کریں اور کتنی رکعت؟ اور فرض ظہر کے خالی پڑھیں یا بھرے ہوئے پڑھیں جائیں۔

(۲) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وقت عشا میں وتر سے پہلے جو دو نفل پڑھے جاتے ہیں وہ بیوی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطے پڑھے جائیں اور اسی لیے ان کو بیٹھ کر پڑھنے کا حکم ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟

سائل عاشق علی خاں، موضع ہرپورہ ڈاکخانہ مانپور ضلع بریلی شریف

الجواب: -دیہات میں جمعہ کے نام سے دو رکعت پڑھ لینے کے بعد چار رکعت فرض ظہر کی نیت سے پڑھیں۔ پھر دو رکعت سنت اور دو رکعت نفل پڑھا کریں۔ نیت وہی کریں جو اور دنوں میں ظہر کی کرتے ہیں۔ ان چاروں فرضوں میں پہلی دو رکعتوں میں قرأت کریں آخری دو میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ محض غلط ہے۔ نماز خالص اللہ عزوجل کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے پڑھنا حرام۔ ان نفلوں کو بھی کھڑے ہو کر پڑھیں۔ بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۱۸ر ذیقعدۃ الحرام ۱۳۹۰ھ

''دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ''

ہاشم پورہ قتل عام کا فیصلہ آنے کے بعد اس ملک کے قانونی، دستوری اور جمہوری ڈھانچے کو مشکوک و مضطرب نگاہوں سے دیکھنے والی مسلم قوم کے حساس دلوں کے زیر و بیم کو الفاظ کا جامہ پہناتی ایک چشم کشا تحریر۔

از:- مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام

۲۸ رسال پہلے مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۸۷ء کو ہمارے جمہوری ملک ہندوستان کے نقشے پر جگمگاتے صوبۂ اتر پردیش کے ترقی یافتہ شہر میرٹھ کے ہاشم پورہ علاقہ میں حیوانیت اور درندگی کا ایک ننگا ناچ ہوا تھا۔ جس میں بلا خوف و خطر قانون کے رکھوالوں نے بے قصور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی تھی۔ یہ خون کی ہولی کھیلنے والے کوئی جرائم پیشہ افراد نہیں تھے۔ پیشہ ور قاتل نہیں تھے۔ کرمنل گروہ سے تعلق رکھنے والے خونی نہیں تھے۔ شہریوں کے جان و مال سے کھلواڑ کرنے والے شرانگیز فسادی نہیں تھے بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو ہندوستانی شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے حکومت سے وظائف و تنخواہ لیتے ہیں۔ جنہیں حکومت اعزاز سے نوازتی ہے۔ یہ پی اے سی کے وہ نوجوان تھے جنہیں فسادات اور امن و امان کے خطرے میں پڑ جانے کی صورت میں امن و شانتی کی بحالی کے لیے شہروں اور آبادیوں میں تعینات کیا جاتا ہے۔

مورخہ ۲۲ رمئی کی شب میں ہاشم پورہ کے رہنے والوں کو یہ کہاں پتہ تھا کہ آج کی یہ رات ان کے اور ان کے اہل و عیال کے لیے قیامت صغریٰ کا منظر پیش کرنے والی ہے۔ ارے یہ غریب مسلمان تو اپنے گھروں کو بند کیے اپنے ذہن و تصور میں فساد کی ہولناکیوں سے بچنے کی تدابیر کر رہے تھے۔ مگر انہیں کیا پتہ تھا کہ آج ان کی دنیا اجڑنے والی ہے۔ ان کے کمسن بچوں کی پیشانیوں پر یتیمی کا داغ لگنے والا ہے۔ ان کی بے قصور اور عفت مآب شریک حیات کو تاحیات بیوگی کی چادر اوڑھنا ہے۔ ان کی ماؤں اور بہنوں کو زندگی بھر اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے غم میں زندگی گزارنا ہے۔ ارے یہ لوگ تو اس لیے بے فکری کے ساتھ اپنے گھر کے دروازوں کو بند کیے بیٹھے تھے کہ ہمارے دیش اور ہمارے صوبہ کے فرض شناس محافظ ہمارے گھروں اور ہمارے جان و مال کی حفاظت کے لیے مستعدی کے ساتھ اپنی ڈیوٹیاں انجام دے رہے ہیں۔ مگر اسے کیا کہئے کہ جب پاسبان ہی ڈاکو بن جائے۔ محافظ ہی خون کا پیاسا ہو جائے۔ راعی ہی بھیڑیا بن جائے۔ کچھ ایسا ہی اس رات بھی ہوا تھا۔ چشم دید گواہوں کے بیان کے مطابق ہاشم پورہ کے رہنے والے لوگ فسادیوں اور شرانگیز افراد کے خوف سے اپنے اپنے گھروں میں دبکے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس سنسان رات کے سناٹے کی چادر کو پی اے سی کے نوجوان مسلمانوں کے گھروں کے دروازوں پر دی جانے والی اپنی دستکوں سے چاک کرتے ہیں۔ یہ غریب اور سادہ لوح مسلمان ڈرتے ڈرتے اپنے گھروں کے دروازوں کو کھولتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے دروازوں پر حکومت ہند کی جانب سے عطا کی جانے والی وہ معزز وردی زیب تن کیے ہوئے

نوجوان کھڑے ہیں کہ جو تحفظ و پاسبانی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ مگر انہیں کیا پتہ تھا کہ ابھی حکومت کی نظر میں مقدس ومعزز سمجھی جانے والی اس وردی کے اوپر بے قصور مسلمانوں کے خون ناحق کے چھینٹے پڑنے والے ہیں اور اس کی عظمت وتقدس کی چادر کو تار تار کیے جانے والا ہے۔ پی اے سی کے نوجوان دروازہ کھولنے والوں سے کہتے ہیں کہ ''ہمیں علاقہ میں امن وشانتی قائم رکھنے کے لیے امن وسلامتی کے لیے بات کرنی ہے'' بیچارے سیدھے سادھے مسلمان ان حکومتی درندوں اور خون آشام بھیڑیوں کی مکاری کو نہ سمجھ پانے کی وجہ سے انتہائی آسانی کے ساتھ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ بچوں اور بوڑھوں کو ایک طرف بٹھا دیا جاتا ہے۔ بقیہ افراد میں سے کچھ لوگوں کو جیل بھیج دیا جاتا ہے اور تقریباً ۵۵ر لوگوں کو پی اے سی کی اکتالسویں بٹالین کے ٹرک میں بھر کر رات کے گہرے سناٹے میں مرادنگر کی نہر کے پاس اس طرح چوری چھپے لے جایا جاتا ہے کہ انہیں کوئی دیکھ نہ سکے۔ نہر کے کنارے لے جانے کے بعد سب سے پہلے ۵۵ر سالہ یاسین نامی آدمی کو اتار کر گولی ماری جاتی ہے اور پھر اسے نہر میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اس طرح یکے بعد دیگرے ان بے قصوروں کو انتہائی سفاکانہ انداز میں گولی ماری جاتی اور نہر میں پھینک دیا جاتا۔ واضح رہے کہ جس دور میں ان مسلمانوں کا سفاکانہ اور بہیمانہ قتل عام ہوا تھا اس وقت مرکز اور ریاست دونوں ہی میں کانگریس پارٹی کی حکومت تھی۔

ہاشم پورہ قتل عام کا یہ واقعہ ایسا نہیں تھا کہ جسے حکومت آسانی کے ساتھ ہضم کر جاتی بلکہ اس ہولناک واقعہ نے پورے ملک کو ہی ہلا کر رکھ دیا تھا۔ سیاسی پارٹیاں کچھ تو دباؤ میں آکر، کچھ مسلمانوں کے ووٹوں کے لالچ کی وجہ سے اور کچھ عالمی سطح پر ملک ہندوستان کی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لیے اس واقعہ کی مذمت کے لیے آگے آجاتی ہیں۔ متاثرین کو انصاف دلائے جانے کی مانگ کرتی ہیں۔ سماجی تنظیمیں مجرموں کو سزا دینے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ مذہبی تنظیمیں اور مذہبی ادارے اس ملک میں اپنی بے بسی اور بے چارگی پر ماتم کرتے ہیں۔ غیر جانبدارانہ صحافتی فرائض انجام دینے والے افراد حقائق کو منکشف کرنے کی جی توڑ کوشش کرتے ہیں اور پھر ان تمام آوازوں کو ہمارے ملک وریاستوں کی برسرِ اقتدار سیاسی پارٹیوں کے ''جانچ وتفتیش'' نامی اس ہتھکنڈے سے دبا دیا جاتا ہے کہ جس کا تفتیشی عمل اتنا طویل ہوتا ہے کہ جب تک متاثرین کے ذہن ودماغ سے غم وغصہ کی تصویریں ہی محو ہو جاتی ہیں۔ وقت ان کے زخموں پر مرہم لگا دیتا ہے۔ عوام وخواص ان ہولناک واقعات کو اس طویل مدت میں بھول جاتے ہیں۔ احتجاج کرنے والوں اور انصاف کی آواز بلند کرنے والوں کی صدائے احتجاج دم توڑ جاتی ہے۔ یہی سب کچھ ہاشم پورہ کے متاثرین کے ساتھ بھی ہوا۔

۲۸ر سال کی طویل مدت تک اس واقعہ کی تفتیش، اصل مجرموں کی شناخت، اور متاثرین کو انصاف دینے کا ''قانونی وجمہوری ناٹک'' چلتا رہا۔ غریب اور سیدھے سادھے مسلمان اپنے جمہوری ملک کے قانونی وجمہوری ڈھانچہ پر آنکھ موندے اعتماد وبھروسہ کرتے رہے۔ اور انتظار کرتے رہے اس دن کا جب کہ پی اے سی کے ان درندوں کو ہمارے ملک کا قانون قرار واقعی سزا دیگا اور ان کے غموں کا مداوا کریگا۔

خدا خدا کر کے ۲۱ر مارچ کا وہ دن بھی آیا جبکہ ہاشم پورہ قتل عام میں نامزد کیے گئے پی اے سی کے ۱۹ر افراد کے سلسلہ میں فیصلہ آنا تھا۔ ہاشم پورہ کے بے قصور مقتولین کے پسماندگان کو

انصاف ملنا تھا۔ مگر یہ کیا؟ دہلی کی تیس ہزاری کورٹ سے ان متاثرین کے ہاتھ سوائے ناامیدی اور مایوسی کے کچھ بھی نہ آیا۔ اگر ہاتھ آیا تو وہ صرف اور صرف اس سیاہ رات کی تازہ یادیں کہ جس نے انہیں ایک بار پھر درد و کرب میں مبتلا کر دیا۔ جس نے ہمارے ملک کے جمہوری ڈھانچے کو ہلا کر رکھ دیا۔ ایک بار پھر مسلمانوں کو دستور ہند کے تعلق سے مشکوک و مضطرب کر دیا۔ قانون کے محافظوں نے ایک بار پھر قانون کی آنکھوں میں دھول جھونک دی۔ قانون کے ماہرین نے ہمارے قانون کے اندھے پن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان تمام سفاک قاتلوں کو باعزت بری کرا دیا۔ ہمارے ملک کے خزانے سے ہزارہا کروڑ روپئے حاصل کرنے والی تفتیشی ایجنسیاں قاتلوں کی شناخت کرنے میں ناکام رہیں۔ ہماری ریاست کے قابل وکلا استغاثے کو مضبوطی کے ساتھ کورٹ کے سامنے پیش کرنے اور شواہد و دلائل مہیا کرانے میں ناکام رہے۔

۲۸ رسال تک چلنے والے اس مقدمہ میں کورٹ نے یہ کہہ کر مسلمانوں کے اندر کرب و اضطراب پیدا کر دیا کہ ملزمین کے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کیے جا سکے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ ثبوت پیش کرنے کی ذمہ داری کس کی تھی؟ تفتیشی ایجنسی نے تفتیش کے نام پر ملک کے خزانے کا خطیر حصہ آخر کس مصرف میں صرف کیا؟ تفتیشی ایجنسی ان مجرمین کے خلاف ثبوت مہیا کیوں نہ کر سکی؟ اس طویل مدت میں مرکز اور صوبہ میں کانگریس بھی برسر اقتدار رہی اور خاص طور پر صوبہ میں چار مرتبہ سماجوادی پارٹی اور چار مرتبہ بہوجن سماج پارٹی برسر اقتدار رہ چکی ہے اور اس وقت بھی سماجوای پارٹی ہی کی حکومت ہے تو مسلمانوں کے ووٹوں پر اپنا موروثی حق جتانے والی یہ پارٹیاں آخر کار اپنے اپنے عہد اقتدار میں ان مجرمین کے خلاف ثبوت اکٹھا کیوں نہ کر سکیں؟ صحیح طریقے سے استغفاثے کو مضبوط کیوں نہ کر سکیں؟ کورٹ کے سامنے اچھے، غیر جانبدار اور باصلاحیت وکلاء کے ذریعے ان مجرمین کے خلاف مضبوط دلائل پیش کیوں نہ کر سکیں؟ صحیح کہا تھا بشیر بدر نے۔ ع

تیغ منصف ہو جہاں ،دار و رسن ہو شاہد
بے گناہ کون ہے اس شہر میں قاتل کے سوا

اس سلسلہ میں مسٹر بھوتی نارائن رائے کا بیان یقیناً اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لیے کافی ہے کہ جوان مجرمین کو بچانے کے لیے رچی گئی تھی۔ اس فیصلہ کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ ”سی آئی ڈی نے جس طرح اس معاملہ میں اس قدر خراب طریقے سے تفتیش کی تھی اس سے یہی ہونا تھا۔ یہ فیصلہ ایک بار پھر اقتدار کے بے لگام کردار کو بے نقاب کرنے والا ہے۔ کسی بھی ایسے بڑے معاملہ میں ملزمین کے خلاف نہ طریقے سے پیروی ہوتی ہے اور نہ ہی تفتیش جس کی وجہ سے عدالت ثبوت کی عدم موجودگی میں ملزمان کو بری کر دیتی ہے“۔

واضح رہے کہ مسٹر بھوتی نارائن رائے وہی پولیس سپرنٹنڈنٹ ہیں کہ جو اس قتل عام کے وقت غازی آباد میں تعینات تھے اور جہاں کی نہر سے ہاشم پورہ کے مقتولین کی لاشیں برآمد ہوئی تھیں۔ انہوں نے ہی اس معاملہ میں مقدمہ درج کرایا تھا۔

بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس قتل عام کے مجرم پی اے سی کے یہ ملزمین نہیں تھے کہ جنہیں شک کا فائدہ دیتے ہوئے تیس ہزاری کورٹ نے بری کیا ہے تو آخر مجرم کون ہیں؟ کیا ہماری حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی کہ وہ اصل مجرموں کو سامنے لائے۔ انہیں قرار واقعی سزا دلوائے۔ ہماری تفتیشی ایجنسیوں کی ناکامی پر ان

کے خلاف تادیبی کاروائی کرے۔کیا ہمارے قانونی اداروں کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی کہ وہ متعلقہ محکموں اور حکومت سے سختی کے ساتھ یہ مطالبہ کرے کہ اصل مجرموں کا پتہ لگا کر ان کو بے نقاب کیا جائے؟اگر پی اے سی کے یہ نوجوان قاتل نہیں ہیں جیسا کہ تیس ہزاری کورٹ نے انہیں یہ سرٹیفکٹ دیا ہے تو پھران پینتالس بے قصور مسلمانوں کو قتل کس نے کیا؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنے مقتولوں کا کوئی قاتل ہی نہیں۔کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہاشم پورہ کے مسلمانوں کا مرادنگر کی نہر کے کنارے قتل عام ہوا؟ کیا غازی آباد میں نہر سے ان مقتولین کی لاشیں برآمد نہیں کی گئیں؟ کیا ان لاشوں کا پوسٹ مارٹم نہیں ہوا؟ کیا گواہوں نے پولس اور تفتیشی ایجنسیوں کے افسران کے سامنے اپنے بیانات قلمبند نہیں کرائے؟

ہاں !!!یہ بالکل سچ ہے اور مبنی بر حقیقت ہے کہ یہ تمام چیزیں معرض وجود میں آئیں تو پھر یہ نتیجہ با آسانی نکالا جاسکتا ہے کہ ان سب مقتولین کا کوئی نہ کوئی قاتل ضرور ہے۔پھران قاتلوں کا پتہ آخراب تک کیوں نہیں لگایا گیا؟ کیا حکومت کورٹ کے ذریعے ان ملزمین کو بری کردیئے جانے کی وجہ سے بری الذمہ ہوگئی؟ کیا اس کے سفید دامن پر مسلمانوں کے خون ناحق کے دھبے نہیں ہیں؟ کیا مسلمانوں سے ہمدردی جتانے والی ان پارٹیوں کا یہ اخلاقی فریضہ نہیں بنتا کہ وہ ان متاثرین کو انصاف دلائیں؟ کیا مقتولین کی روحوں سے انہیں خوف محسوس نہیں ہوتا؟ کیا ان کے پسماندگان کی بد دعاؤں اور گریہ و نالہ سے انہیں ڈر نہیں لگتا؟ یہ کیسا قتل عام تھا کہ جس میں لاشیں بھی برآمد ہوئیں، ان لاشوں کا پوسٹ مارٹم بھی کیا گیا، انہیں گولیوں سے اور وہ بھی حکومت کی طرف سے پی اے سی کو دیئے جانے والے گورنمنٹی ہتھیاروں کی گولیوں سے قتل کیا جانا بتایا گیا پھر بھی ۲۸ رسال کی طویل مدت میں ہماری جمہوریت کے رکھوالوں کو شواہد میسر نہ آسکے؟ تیس ہزاری کورٹ کا یہ فیصلہ کیا تھا؟ ہاشم پورہ کے مقتولین کے پسماندگان کے دامن صبر پر ایک ایسی بجلی تھی جس نے لمحہ بھر میں اس دامن صبر کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ایک طرف خونی درندے اپنی فتح وظفر پر شادیانے بجا رہے تھے تو دوسری طرف ہاشم پورہ کے یہ غریب و بے کس مسلمان تھے جو اپنی بے بسی اور لاچاری پر ماتم کناں تھے۔ایک طرف قاتلوں کے چہروں سے خوشیوں کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں تو دوسری طرف مقتولین کے پسماندگان کے چہروں پر مایوسی کی لکیریں گہرے اور واضح انداز میں دکھائی دے رہی تھیں۔ایک طرف قانون کی دھجیاں بکھیرنے والے آپس میں ایک دوسرے کو مٹھائیاں کھلا رہے تھے تو دوسری طرف ہاشم پورہ کے مسلم گھروں میں چولہوں پر سناٹوں کا راج قائم تھا۔ایک طرف پی اے سی کے ان خون آشام بھیڑیوں کو ان کے عزیز واقارب مبارکبادیوں کی سوغات پیش کررہے تھے تو دوسری طرف مقتولین کے پسماندگان کو کوئی صبر کی تلقین کرنے والا بھی میسر نہیں تھا۔ہاں! اگر ان کے پاس کوئی تھا تو وہ ہماری نام نہاد صحافت کے علمبردار افراد تھے جو ان کے زخموں کو کرید رہے تھے اور ان سے طرح طرح کے سوال وجواب کر رہے تھے مگر ان کی خاموش اور مایوسی بھری نگاہیں خلا میں گھورتے ہوئے شاید اپنے ملک کے جمہوری، دستوری اور قانونی ڈھانچے کی کرشمہ سازی کو یوں بیان کررہی تھیں کہ۔

’’دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ‘‘

امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن کنز الایمان

تاریخ کے آئینے میں

از:-مولانا غفران رضا سبحانی، خطیب وامام سنی رضوی عیدگاہ مسجد، ماریشس

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت، امام اہل سنت، مجدد اعظم، الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ ہر سنی صحیح العقیدہ شخص خواہ عوام میں سے ہو یا خواص سے اپنے اعتبار سے آپ کے تجدیدی وعلمی کارناموں سے بخوبی واقف ہے، اور آج تو ہر چہار عالم میں امام احمد رضا مجدّد اعظم فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارناموں کا ڈنکا بج رہا ہے، علمی میدان میں تو عالم یہ ہے کہ مدرسہ ودار العلوم وجامعہ سے لے کر اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا کو پڑھا اور پڑھایا جا رہا ہے۔

آپ کو جس میدان علم میں بھی دیکھو اس کے آپ امام نظر آتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی ۱۰۰ ر سے زائد علوم وفنون میں ہزارہا کتب آپ کی یادگار ہیں لیکن ان لاجواب یادگاروں میں سے ایک بہترین ولاجواب یادگار آپ کا ترجمۂ قرآن بنام کنز الایمان اپنی مثال آپ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد اعظم فاضل بریلوی قدس سرّہ کے دور میں اردو تراجم قرآن موجود تھے مگر اتنی بڑی تعداد میں تراجم قرآن کے ہوتے ہوئے اصولی اعتبار سے کافی تھے کہ انہیں کو تمام مسلمان پڑھتے اور استفادہ کرتے اور سب مسلمان مل کر ایک قرآن کے ترجمے پر متفق ہو جاتے اور اگر کسی مستند ترجمۂ قرآن پر اتفاق نہ ہو پاتا تو پھر کسی ایک عالم پر اتفاق کر کے اس سے ترجمۂ قرآن کرواتے تاکہ برصغیر پاک وہند میں مسلمان ایک ترجمۂ قرآن پاک پر متفق رہتے اور بغیر تفرقہ کے پرسکون زندگی گزارتے۔

مختلف تراجم قرآن پڑھنے کے بعد قاری کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہر مترجم قرآن کی فکر جدا ہے اور عقائد کے معاملے میں ہر مترجم ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اس کی فکر اور جدید نظریات کو ترجمۂ قرآن میں پڑھا جا سکتا ہے، مترجمین قرآن کریم نے جہاں ۱۳ ویں صدی ہجری میں ترجمۂ قرآن کے ذریعہ اردو زبان کے دینی ادب کو فروغ دیا وہاں انہوں نے اپنے خود ساختہ عقائد ونظریات کو بھی ترجمۂ قرآن میں بھرپور جگہ دی لیکن اس عمل سے ایک عام قاری کے اعتماد کو سخت دھچکا لگا کہ وہ اس ترجمہ قرآن کو منشاء الٰہی سمجھنے لگا اور جو کچھ ترجمے کے ذریعہ اس کو عقیدہ ملا وہ اس کو ہی حق سمجھتا رہا۔

قارئین حضرات! ۱۳ ویں صدی ہجری میں متعدد نئے عقائد رکھنے والے مترجم قرآن نے برصغیر پاک وہند میں اپنے اپنے ترجمۂ قرآن کے ذریعہ فرقہ بندیوں کا ایک جال بچھا دیا۔ ابتدا میں نیچری، چکڑالوی، دیوبندی، پرویزی، اہل قرآن، اہل حدیث، قادیانی وغیرہ نہ جانے کتنے نئے نئے نظریات رکھنے والے سامنے آئے اور انہوں نے اپنے عقائد کے پرچار کے لیے قرآن کریم کا سہارا لیا اور اپنے عقائد انہوں نے ترجمۂ قرآن کے ذریعہ لوگوں تک

پہونچائے اور عام لوگ صحیفۂ قرآن کے ترجمہ کو بھی روح قرآن کریم سمجھتے ہوئے اس پر یقین کرتے چلے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے برصغیر پاک وہند میں عقائد کی ایک جنگ عظیم چھڑ گئی۔

برصغیر میں جہاں ایک طرف اردو زبان فروغ پا رہی تھی تو دوسری طرف ترجمۂ قرآن کریم کے ذریعہ تفرقہ کی آگ سلگائی جا رہی تھی اور ہر کوئی ترجمۂ قرآن سے سہارا لے رہا تھا۔ شاید ان ہی حالات کے لیے قرآن کریم فرقان حمید میں ایک جگہ ارشاد موجود ہے۔ یُضل به كثيرًا ويهدى به كثيرًا وما يُضل به الا الفاسقين۔ (البقرہ:۲۶)

ترجمہ: اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔ اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے علم ہیں۔

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے نازل کیا کہ یہ ہر دور میں حق و باطل میں امتیاز بتائے۔ ۱۳ویں صدی ہجری برصغیر ہند و پاک میں اس لحاظ سے بڑی ابتر تھی کہ انگریز یہاں مختلف سازشوں کے ذریعہ مسلمانوں کو آپس میں لڑوا رہا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے درمیان خونی جنگ سے ابتدا کی بلکہ اس نے مسلمانوں کی یک جہتی ختم کرنے کے لیے نام نہاد مسلمانوں اور نام نہاد علماء کے ذریعہ اولاً ترجمۂ قرآن کریم کے ذریعہ لوگوں کو منتشر کرنے کی ناپاک سازش رچی۔ اور دوسری طرف اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور عظمتوں کو کم کرنے کے لیے نام نہاد مسلمانوں سے ایسی باتیں قلم سے لکھوائیں جو ۱۳/سو سال میں کسی نے نہیں لکھیں اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو منتشر کر دیا۔ لہٰذا ان حالات کے پس منظر میں ایک جامع مستند اور صحیح العقیدہ ترجمہ کی ضرورت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام عشق و محبت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترجمۂ قرآن کا کام لیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کریم میں اسلاف کے عقائد کا رنگ نمایاں ہے اور بالخصوص برصغیر ہند و پاک کے اکابرین مثلاً حضرت شیخ المحققین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی، حضرت خواجہ بختیار کاکی، حضرت شاہ نظام الدین اولیاء، حضرت شاہ چراغ دہلوی، حضرت شاہ امیر خسرو، حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی، حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی، حضرت شاہ مخدوم صابر کلیری، حضرت خواجہ حمید الدین ناگوروی، حضرت سلطان اولیاء آل رسول جگر گوشہ بتول چمن فاطمہ کے پھول، سلطان الہند حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے عقائد کا رنگ نمایاں طور پر جھلکتا نظر آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ایسا قرآن کریم کا ترجمہ کیا کہ جس کو پڑھ کر قاری کے ذہن میں اکثر تفاسیر کے مفہوم آجاتے ہیں یعنی قاری صرف ایک ترجمۂ قرآن ہی نہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ کئی تفاسیر کا بھی مطالعہ کر رہا ہوتا ہے جس میں عقائد اہل سنت نمایاں طور پر نظر آتے ہیں اور عشق رسول کی جھلک اور حق و باطل میں امتیاز ہوتا ہوا نظر آتا ہے، یہ شان ہے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان کی، کنز الایمان ایک منفرد و جامع و مستند ترجمہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے عشق رسول میں ڈوب کر اور قرآن کریم کی روح کو چھو کر ترجمہ قرآن کیا ہے۔ جو تراجم قرآن کی دنیا میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے، جو آج تقریباً پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے، سنا جاتا ہے، اور سنایا جاتا ہے، اللہ اس کا فیض ہمیشہ جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

☆

امام اعظم اور عمل بالقیاس

مولانا طارق انور رضوی (کیرلا)

امام اعظم ابوحنیفہ اور دیگر مجتہدین کو اصحاب الرائے کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عہد تابعین میں اکثر علماء درس حدیث کا اہتمام فرماتے۔ جنہیں محدث کہا جاتا۔ امام اعظم نے خالص فقہی مجلس قائم فرمائی۔ ان سے قبل ان کے استاد حماد بن ابی سلیمان نے بھی اسی طرح کی مجلس قائم فرمائی تھی۔ لیکن فقہی مجلسیں قلیل الوجود تھیں۔ اس لئے علم فقہ سے اشتغال رکھنے والے علمائے دین اصحاب الرائے کے لقب سے ملقب ہوئے۔ بعض کم فہموں نے اس سے یہ سمجھا کہ اصحاب الرائے وہ ہیں جو حدیث کے بالمقابل اپنے قیاس پر عمل کرتے ہوں۔ حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اصحاب الرائے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ درس حدیث کی بجائے درس فقہ کا انعقاد کرتے ہوں۔ اور قرآن وحدیث دلائل شرع میں سے ہیں۔ اور فقہ اس کا نتیجہ۔ اور فقہیات کی تعلیم بھی مسلمانوں کیلئے لازم ہے جس طرح قرآن وحدیث کی تعلیم ضروری ہے۔ امام اعظم نے فقہی مجلس میں تجدید کاری کی۔ اپنے تلامذہ کی مجلس شوریٰ تشکیل دی اور تدوین فقہ کا اہتمام فرمایا۔ فقہ کو باب درباب جمع فرمایا۔ اس طرح آپ اصحاب الرائے یعنی فقہاء کے امام قرار پائے۔

قیاس ورائے کا وہ مفہوم جو بعض ناقص فہموں نے سمجھا کہ قرآن وحدیث کے بالمقابل اپنے قیاس ورائے پر عمل کرنے والا۔ تو اس الزام سے امام الفقہاء ودیگر فقہائے اسلام بری ہیں اور خود اس کا انکار فرماتے ہیں۔

(۱) امام شعرانی نے لکھا ﴿کان یقول ایاکم وآراء الرجال۔ ودخل علیہ مرۃً رجل من اھل الکوفۃ والحدیث یقرأ عندہ۔ فقال الرجل۔ دعونا من ھذہ الاحادیث۔ فزَجَرَہ الامام اشد الزجر وقال لہ۔ لولا السنۃ مَا فَھِمَ اَحَدٌ مِنَّا القرآن﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۵۸)

(ت) امام اعظم ابوحنیفہ فرمایا کرتے۔ لوگوں کی رائے سے بچو۔ اور ایک مرتبہ کوفہ کا ایک آدمی ان کے پاس آیا درآنحالیکہ ان کے پاس حدیث پڑھی جارہی تھی۔ پس اس آدمی نے کہا۔ ہمارے لئے ان احادیث کو چھوڑ دو۔ تو امام اعظم نے اس کو سخت زجر وتوبیخ کی اور فرمایا کہ اگر حدیث نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی قرآن کو نہ سمجھ پاتا۔

اقول: عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ امام کی مجلس میں فقہ کے ساتھ احادیث کریمہ بھی پڑھی جاتی تھیں۔

(۲) ﴿قد روی الامام ابوجعفر الشیزاماری نسبۃ الی قریۃ من قریٰ بلخ بسندہ المتصل الی الامام ابی حنیفۃ رضی اللّٰہ عنہ انہ کان یقول (۱) کذب واللّٰہ وافتریٰ علینا من یقول عنا، اننا نقدم القیاس علی النص وھل یحتاج بعد النص الی قیاس؟ وکان رضی اللّٰہ عنہ یقول (۲) نحن لانقیس الا عند الضرورۃ الشدیدۃ وذلک اننا ننظر اولًا فی دلیل تلک المسئلۃ من الکتاب والسنۃ او اقضیۃ الصحابۃ۔ فان لم نجد دلیلًا، قِسْنَا حینئذ مسکوتًا عنہ علیٰ منطوق بہ بجامع اتحاد العلۃ بینھما۔ وفی روایۃ اخریٰ عن الامام (۳) انا ناخذ اولًا بالکتاب ثم بالسنۃ ثم باقضیۃ الصحابۃ ونعمل بما یتفقون علیہ۔ فان اختلفوا، قِسْنَا حکمًا علیٰ حکم بجامع العلۃ بین المسئلتین حتّٰی یتضح المعنیٰ وفی روایۃ اخریٰ (۴) انا نعمل

اولا بکتاب اللہ ثم بسنۃ رسول اللہ ﷺ ثم باحادیث ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ا ص ۶۵)

﴿ت﴾ امام ابوجعفر شیزاماری (بلخ کے ایک گاؤں کی طرف نسبت ہے) نے امام اعظم ابوحنیفہ تک اپنی متصل سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ امام اعظم فرمایا کرتے۔

(ا) قسم بخدا! جھوٹ بولا اور ہمارے اوپر افتراء کیا جو ہمارے بارے میں کہتا ہے کہ ہم نص پر قیاس کو مقدم رکھتے ہیں- اور کیا نص کے بعد قیاس کی ضرورت ہے؟- اور فرمایا کرتے۔

(۲) ہم سخت ضرورت کے وقت ہی قیاس کرتے ہیں- اور ایسا اس طرح کہ پہلے ہم اس مسئلہ کی دلیل کے بارے میں قرآن، حدیث اور قضایا صحابہ میں غور کرتے ہیں- پس اگر ہم کوئی دلیل نہ پائیں تو اس وقت مسکوت عنہ کو منطوق بہ پر، ان دونوں کے درمیان جامع علت کے اتحاد کی وجہ سے قیاس کرتے ہیں- اور امام اعظم سے ایک دوسری روایت میں ہے۔

(۳) ہم اولاً کتاب اللہ کو لیتے ہیں، پھر سنت رسول اللہ ﷺ کو، پھر قضایائے صحابہ کو اور ہم ان کے متفق علیہ مسئلہ پر عمل کرتے ہیں- پس اگر صحابہ میں اختلاف واقع ہو تو اس حکم کا کسی حکم پر دونوں مسئلوں کے درمیان جامع علت کی وجہ سے قیاس کرتے ہیں یہاں تک کہ معنیٰ واضح ہو جاتا ہے- اور ایک دوسری روایت میں ہے۔

(۴) ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں- پھر سنت رسول اللہ ﷺ پر، پھر حضرت ابوبکر و عمر فاروق و عثمان غنی و مولا علی رضی اللہ عنہم کی احادیث و آثار پر۔

﴿۳﴾ کان ابومطیع یقول- کنت یومًا عند الامام ابی حنیفة فی جامع الکوفة فدخل علیه سفیان الثوری ومقاتل بن حیان وحماد بن سلمة وجعفر الصادق وغیرهم من الفقهاء- فکلموا الامام ابا حنیفة وقالوا- قد بلغنا انک تکثر من القیاس فی الدین وانا نخاف علیک منه- فان اول من قاس ابلیس- فناظرهم الامام من بکرة نها ر الجمعة الی الزوال و عرض علیهم مذهبه- وقال انی اقدم العمل بالکتاب ثم بالسنة ثم باقضیة الصحابة مقدمًا ما اتفقوا علیه علی ما اختلفوا فیه وحینئذ اقیس- فقاموا کلهم وقبلوا یده ورکبته وقالوا له انت سید العلماء، فاعف عنا فیما مضی منا من وقیعتنا فیک بغیر علم- فقال غفر اللہ لنا و لکم اجمعین﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ا ص ۶۵)

﴿ت﴾ ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی م ۱۹۷ھ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں امام ابوحنیفہ کے پاس کوفہ کی جامع مسجد میں تھا- پس ان کے پاس محدث سفیان ثوری، محدث مقاتل بن حیان، محدث حماد بن سلمہ، امام جعفر صادق اور دیگر فقہاء تشریف لائے- تو ان حضرات نے امام ابوحنیفہ سے گفتگو کی اور فرمایا کہ ہمیں خبر پہونچی کہ آپ دین میں بہت قیاس کرتے ہیں اور ہم لوگ قیاس سے آپ پر خوف محسوس کرتے ہیں- اس لئے کہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا- پس امام اعظم نے یوم جمعہ کی صبح سے وقت زوال تک ان حضرات سے مناظرہ کیا اور ان کے سامنے اپنا مذہب پیش کیا- اور فرمایا کہ میں عمل بالقرآن کو مقدم رکھتا ہوں، پھر عمل بالحدیث کو پھر عمل بقضایا الصحابہ کو مقدم رکھتا ہوں متفق علیہ کو مختلف فیہ پر مقدم رکھتے ہوئے- اور اس وقت میں قیاس کرتا ہوں- تو سب اٹھے اور امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاتھ اور ان کے گھٹنے کا بوسہ لیا اور ان سے فرمایا- آپ علماء کے سردار ہیں- پس ہمیں معاف کیجئے جو ماضی میں

بلا جانکاری کے آپ کے بارے میں نازیبا کلمات ہم سے صادر ہوئے- توامام ابوحنیفہ نے کہا- اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ سب حضرات کی مغفرت فرمائے۔

(۴) امام شعرانی نے تحریر فرمایا﴿وقد دخل جعفر الصادق ومقاتل بن حیان وغیرهما علی الامام ابی حنیفة-وقالا له-بلغنا انک تکثر من القیاس فی دین اللّٰه تعالیٰ واول من قاس ،ابلیس فلا تقس-فقال الامام-ما اقوله لیس هو بقیاس وانما ذلک من القراٰن-قال تعالیٰ ﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ﴾فلیس ما قلناه بقیاس فی نفس الامر-وانما هو قیاس عند من لم یعطه اللّٰه تعالی الفهم فی القراٰن﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ا ص ۱۸)

(ت) حضرت امام جعفر صادق (۸۰ھ-۱۴۸ھ) اور مقاتل بن حیان بلخی م ۱۵۰ھ وغیرہما حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے پاس گئے (رضی اللہ عنہم)-اور ان دونوں حضرات نے امام اعظم سے فرمایا کہ ہمیں خبر پہونچی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے دین میں بہت زیادہ قیاس کرتے ہیں اور سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا پس آپ قیاس نہ فرمائیے- پس امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں، وہ قیاس نہیں ہے- اور وہ قرآن سے ہے- رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہم نے کتاب میں کچھ بھی نہیں چھوڑا''پس جو کچھ ہم نے کہا، وہ نفس الامر کے اعتبار سے قیاس نہیں- اور وہ قیاس ہے اس کے نزدیک جسے رب تعالیٰ نے فہم قرآن عطا نہ فرمایا۔

(۵)﴿قد اطال الامام ابو جعفر الشیزاماری الکلام فی تبرئة الامام ابی حنیفة من القیاس بغیر ضرورة-ورد علی من نسب الامام الی تقدیم القیاس علی النص وقال-انما الروایة الصحیحة عن الامام تقدیم الحدیث ثم الاٰثار ثم یقیس بعد ذلک-فلایقیس الا بعد ان لم یجد ذلک الحکم فی الکتاب والسنة واقضیة الصحابة فهذا هو النقل الصحیح عن الامام -فاعتمدواصم سمعک وبصرک-قال-ولاخصوصیة للامام ابی حنیفة فی القیاس بشرطه المذکور بل جمیع العلماء یقیسون فی مضایق الاحوال اذا لم یجدوا فی المسئلة نصًا من کتاب ولاسنة ولا اجماع ولا اقیضة الصحابة-وکذلک لم یزل مقلدوهم یقیسون الی وقتنا هذا فی کل مسئلة لایجدون فیها نصًا من غیر نکیر فیما بینهم-بل جعلوا القیاس احد الادلة الاربعة-فقالوا-الکتاب والسنة والاجماع والقیاس-وقدکان الامام الشافعی رضی اللّٰه عنه یقول-اذا لم نجد فی المسئلة دلیلًا ،قِسْنَاهَا علی غیرها-فمن اعترض علی الامام ابی حنیفةفی عمله بالقیاس لزمه الاعتراض علی الائمة کلهم لانهم کلهم یشارکونه فی العمل بالقیاس عندفقدهم النصوص والاجماع-فعلم من جمیع ما قررناه ان الامام لا یقیس ابدًامع وجودالنص کمایزعم بعض المتعصبین علیه﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ا ص ٦٦)

(ت) امام ابوجعفر شیزاماری نے امام ابوحنیفہ کو بلاضرورت قیاس کرنے سے بری قرار دینے کیلئے طویل کلام کیا- اور اس کا رد کیا جو امام کو نص پر قیاس کو مقدم کرنے کی طرف منسوب کرتے ہیں- اور فرمایا- امام اعظم سے صحیح روایت یہ ہے کہ وہ حدیث کو مقدم کرتے ہیں، پھر آثار کو، پھر اس کے بعد قیاس کرتے ہیں- پس وہ اسی وقت قیاس کرتے ہیں جب قرآن وحدیث اور قضایا صحابہ میں نہیں پاتے ہیں- یہ امام اعظم سے

متعلق صحیح روایت ہے- پس (اس روایت پر) اعتماد کرو اور (معاندین کے کلام سے) کان اور آنکھ بند کرلو- امام شیزاماری نے فرمایا- شرط مذکور کے ساتھ قیاس کرنے میں امام ابوحنیفہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ سارے ائمہ مشکل حالات میں قیاس کرتے ہیں جب مسئلہ کے بارے میں قرآن وسنت اور اجماع وقضایا صحابہ میں کوئی نص نہیں پاتے ہیں- اور ایسا ہی ان ائمہ کے مقلدین اپنے درمیان بغیر اختلاف کے ہمارے اس زمانہ تک قیاس کرتے ہیں ہر اس مسئلہ میں جس کے بارے میں کوئی نص نہیں پاتے ہیں- بلکہ علماء نے قیاس کو چار دلیلوں میں سے ایک دلیل بتایا ہے۔لہٰذا علماء فرماتے ہیں- (ادلہ شرعیہ چار ہیں) قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس- اور امام شافعی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے- جب ہم مسئلہ کے بارے میں دلیل نہیں پاتے ہیں تو اس مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرتے ہیں- پس جس نے قیاس کی وجہ سے امام اعظم پر اعتراض کیا تو وہ اعتراض تمام ائمہ پر لازم آئے گا- اس لئے کہ تمام ائمہ مجتہدین نص واجماع نہ پائے جانے کے وقت عمل بالقیاس میں ان کے شریک ہیں- تو جو کچھ ہم نے ثابت کیا، اس سے معلوم ہوا کہ امام اعظم نص کے پائے جانے کے وقت کبھی بھی قیاس نہیں کرتے ہیں- جیسا کہ ان سے بعض تعصب رکھنے والے گمان کرتے ہیں۔

اقول: مخالفین کا دنیا میں نام ونشان بھی باقی نہ رہا اور امام اعظم فلک اجتہاد پر شمس منیر بن کر چمک رہے ہیں۔

(۶) امام شعرانی نے لکھا ﴿کان سیدی علی الخواص رحمہ اللّٰہ تعالٰی یقول ایضًا مَاثَمَّ من اقوال العلماء الاوھو مستند الٰی اصل من اصول الشریعۃ لمن تأمل- لان ذلک القول اما ان یکون راجعًا الٰی اٰیۃ اوحدیث او اثر اوقیاس صحیح علٰی اصل صحیح- لکن من اقوالھم ما ھو ماخوذ من صریح الاٰیات او الاخبار او الاٰثار ومنہ ما ھو ماخوذ من الماخوذ او من المفھوم فمن اقوالھم ما ھو قریب ومنھا ما ھو اقرب ومنھا ماھو بعید ومنھا ما ھو ابعد ومرجعھا کلھا الی الشریعۃ- لانھا مقتبسۃ من شعاع نورھا ومَا ثَمَّ لنا فرع یتفرع من غیر اصل ابدًا کما مر بیانہ فی الخطبۃ- وانما العالم کلما بعد عن عین الشریعۃ ضعف نور اقوالہ بالنظر الی نور اول مقتبس من عین الشریعۃ الاولٰی ممن قرب منھا﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج۱ص۳۵)

احادیث ضعیفہ سے استدلال

علمی خیانت: عہد حاضر کے سلفی لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین نے جن احادیث سے مسائل کا استنباط کیا، وہ احادیث ضعیف ہیں- اور اگر وہ احادیث ضعیف نہ بھی ہوں تو اسے کسی نہ کسی طرح ضعیف قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں- محدث وہابیہ ناصر الدین البانی کی علمی خیانتوں کا تذکرہ ہماری کتاب ''مصباح المصابیح فی احکام التراویح'' میں موجود ہے۔

(۱) امام شعرانی شافعی (۸۹۸ھ-۹۷۳ھ) نے لکھا ﴿وایاک ان تبادر الٰی تضعیف شیء من ادلۃ مذھب الامام ابی حنیفۃ الا بعد ان تطالع مسانیدہ الثلاثۃ﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج۱ص۷۰)

(ت) تم امام اعظم ابوحنیفہ کی تینوں مسانید کے مطالعہ سے پہلے ان کے مذہب کے دلائل میں سے کسی دلیل کی تضعیف کی طرف جلد بازی کرنے سے بچو۔

(۲) ﴿قد مَنَّ اللّٰہ تعالٰی عَلَیَّ بمطالعۃ مسانید الامام ابی حنیفۃ

الثلاثة من نسخة صحيحة، عليها خطوط الحفاظ، اخرهم الحافظ الدمياطي-فرأيته لايروى حديثًا الا عن خيار التابعين العدول الثقة الذين هم من خير القرون بشهادة رسول اللهﷺ كالاسود وعلقمة و عطاء وعكرمة ومجاهد ومكحول والحسن البصری واضرابهم رضی الله عنهم اجمعين فكل الرواة الذين هم بينه وبين رسول اللهﷺ عدول ثقات اعلام اخيار ليس فيهم كذ اب ولامتهم بكذب-وناهيک يااخی بعد الة من ارتضاهم الامام ابوحنيفة رضی الله عنه لان ياخذ عنهم احكام دينه مع شدة تورعه وتحرزه وشفقته على الامة المحمدية-وقد بلغنا انه سئل يومًا عن الاسود وعطاء وعلقمة ايهم افضل؟ فقال-والله مانحن باهل ان نذكرهم فكيف نفاضل بينهم﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج۱ص ۶۸)

(ت) اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تینوں مسانید کے صحیح نسخوں کے مطالعہ کے ذریعہ مجھ پر احسان فرمایا-ان نسخوں پر (جمع کرنے والے) حفاظ حدیث کی تحریریں ہیں-ان میں آخر حافظ دمیاطی ہیں-پس میں نے امام اعظم کو دیکھا کہ وہ ہر حدیث ثقہ، عادل، اخیار تابعین سے روایت کرتے ہیں جو حضرات ، حضرت عالم ما کان وما یکونﷺ کی شہادت سے خیر القرون سے ہیں جیسے اسود، علقمہ، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ، مجاہد، مکحول، حسن بصری اوران کے امثال رضی اللہ عنہم اجمعین-تو تمام روات جو امام ابوحنیفہ اور حضرت رسول اللہﷺ کے درمیان ہیں، وہ عادل، ثقہ، عالم، نیک ہیں-ان میں کوئی کاذب یا جھوٹ سے متہم نہیں ہیں-اورامام ابوحنیفہ اپنے تقویٰ، احتیاط اور امت محمدیہ پر اپنی شفقت کے باوجود جن سے اپنے دین کے احکام لینے کیلئے راضی ہوئے، ان کی عدالت تیرے لئے کافی ہے (یعنی امام اعظم کا ان کی روایات سے استنباط مسائل کرنا ان کی عدالت کیلئے کافی ہے)-اور مجھے خبر پہونچی کہ ایک دن امام اعظم سے اسود، عطاء بن ابی رباح اور علقمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا-ان میں کون افضل ہیں؟ پس آپ نے فرمایا-قسم بخدا! ہم اس لائق نہیں ہیں کہ ان کا تذکرہ کریں، پھر ہم ان کے درمیان تفضیل کیسے کرسکتے ہیں-

(۳)﴿اعلم يا اخی! انی طالعت بحمد الله تعالىٰ ادلة المذاهب الاربعة وغيرها لاسيما ادلة مذهب الامام ابی حنيفة رضی الله عنه فانی خصصته بمزيد اعتناء وطالعت عليه كتاب تخريج احاديث كتاب الهد اية للحافظ الزيلعی وغيره من كتب الشروح فرأيت ادلته رضی الله عنه وادلة اصحابه ما بين صحيح اوحسن اوضعيف كثرت طرقه حتّٰی لحق با لحسن او الصحيح فی صحة الاحتجاج به من ثلاثة طرق اواكثر الی عشرة-وقد احتج جمهور المحدثين بالحديث الضعيف اذا كثرت طرقه والحقوه بالصحيح تارةً وبالحسن اخریٰ............فبتقدير وجود ضعف فی بعض ادلة اقوال الامام ابی حنيفة واقوال اصحابه فلاخصوصية له فی ذلک بل الائمة كلهم يشاركونه فی ذلک-ولالوم الاعلیٰ من يستدل بحديث واهٍ بمرةٍ جاء من طريق واحدة وهذا لايكاد احد يجده فی ادلة احد من المجتهد ين-فما منهم احد استدل بضعيف الابشرط مجيئه من عدة طرق وقد قدمنا انی لم اُجِبْ عن الامام ابی حنيفة وغيره بالصدر وحسن الظن كما يفعل ذلک غيری وانما اُجِيْبُ عنه بعد التتبع والفحص عن ادلة اقواله واقوال

اصحابه-وكتابى المسمّٰى ب "المنهج المبين فى بيان ادلة مذا اهب المجتهدين" كافل بذلک﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج اص ۶۸)

(ت) اے میرے بھائی! جان لو کہ میں نے بحمدہ تعالیٰ مذاہب اربعہ اوران کے علاوہ مذاہب کے دلائل کا مطالعہ کیا، خاص کر امام ابوحنیفہ کے مذہب کے دلائل کا مطالعہ کیا اور میں نے اس میں خاص کر زیادہ توجہ کی اوراس بارے میں حافظ زیلعی م ۷۶۲ ھ کی تخریج احادیث ہدایہ (نصب الرایہ) اوراس کے علاوہ شروح کا مطالعہ کیا- پس میں نے امام ابوحنیفہ اوراس کے اصحاب کے دلائل کو صحیح یا حسن یا کثیر الاسانید ضعیف حدیث کے درمیان پایا- یہاں تک کہ وہ ضعیف حدیث اس سے استدلال کے صحیح ہونے کے باب میں حدیث حسن یا حدیث صحیح سے ملحق ہوگئی ہو، تین سندوں سے یا اس سے زیادہ سندوں سے، یہاں تک کہ دس سندوں سے (یعنی وہ ضعیف حدیثیں کم از کم تین سندوں سے مروی ہیں اور بعض تین سے زائد سندوں سے مروی ہیں یہاں تک کہ بعض مستدل بہ ضعیف حدیثیں دس سندوں سے مروی ہیں) اور جمہور محدثین نے حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے جب اس کی سندیں کثیر ہوں اور اسے کبھی صحیح سے ملحق کرتے ہیں اور کبھی حسن سے ملحق کرتے ہیں- پس امام ابوحنیفہ کے اقوال اور ان کے اصحاب کے اقوال کے بعض دلائل میں ضعف پائے جانے کی تقدیر پر اس بارے میں ان کی کوئی تخصیص نہیں ہے- بلکہ تمام ائمہ مجتہدین اس بارے میں ان کے شریک ہیں- اور ملامت صرف اس پر ہے جو شدید ضعیف حدیث سے استدلال کرے جوایک سند سے مروی ہو- اور مجتہدین میں سے کسی مجتہد کی دلیلوں میں ایسی حدیث کو کوئی نہ پاسکے گا- پس مجتہدین میں سے جو کوئی ہے، اس نے حدیث ضعیف سے اس کے متعدد اسناد سے مروی ہونے کی شرط ہی کے ساتھ استدلال کیا- اور ہم نے تجھے پہلے بتادیا کہ ہم نے امام ابوحنیفہ اوران کے علاوہ مجتہدین کے بارے میں دل سے (اختراعاً) اور حسن ظن سے جواب نہیں دیا- جیسا کہ میرے علاوہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں- اور میں ان کے بارے میں ان کے اوران کے اصحاب کے اقوال کے دلائل کے تتبع اور تحقیق کے بعد ہی جواب دیتا ہوں- اور "المنہج المبین فی بیان ادلۃ مذاہب المجتہدین" کے نام سے موسوم ہماری کتاب اس کیلئے ضامن ہے۔

اقول: ﴿وَاہٍ بِمَرَّۃٍ﴾ محدثین کے یہاں جرح کے الفاظ میں سے ہے- یہ درجہ سافل سے جرح کے درجہ ثالث کی اصطلاح ہے (تدریب الراوی للسیوطی ج ۲ص ۵۸۶- فتح المغیث للسخاوی ج اص ۳۹۸)

(۴) امام شعرانی نے لکھا﴿وقد تتبعت بحمد الله تعالىٰ اقواله واقوال اصحابه لَمَّا اَلَّفْتُ كتاب ادلة المذ اهب-فلم اجد قَوْلًا من اقواله او اقوال اتباعه الاوهو مستند الىٰ اية اوحديث او اثر اوالىٰ مفهوم ذلک اوحديث ضعيف كثرت طرقه او الىٰ قياس صحيح علىٰ اصل صحيح-فمن اراد الوقوف علىٰ ذلک فليطالع كتابى المذ كور-وبالجملة فقد ثبت تعظيم الائمة المجتهدين كما تقدم عن الامام مالک والامام الشافعى-فلا التفات الىٰ قول غيرهم فى حقه وفى حق اتباعه﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج اص ۶۴)

(ت) بحمدہ تعالیٰ میں نے امام اعظم اوران کے اصحاب کے اقوال کا تتبع کیا جب میں نے مذاہب کے دلائل کی کتاب (المنہج المبین) تالیف کی- پس میں نے امام اعظم اوران کے متبعین کے اقوال میں سے ہر قول کو کسی آیت یا حدیث یا اثر یا اس کے مفہوم یا کثیر الاسناد حدیث ضعیف یا کسی اصل صحیح پر صحیح قیاس کی طرف منسوب پایا- پس جو واقف ہونے کا

ارادہ کرے تو میری مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرے- حاصل کلام (امام اعظم کے بارے میں) ائمہ مجتہدین کی تعظیم وتکریم ثابت ہو چکی ہے جیسا کہ امام مالک اور امام شافعی کے حوالے سے گذرا- پس امام اعظم اور ان کے متبعین کے بارے میں ان ائمہ مجتہدین کے علاوہ کا کلام قابل توجہ نہیں ہے-

اقول: جو اجتہاد کی منزل تک پہونچا ہی نہیں، وہ کسی مجتہد سے متعلق صحیح رائے زنی کہاں سے کر سکے گا؟ -مشہور مقولہ ہے- ''ولی را ولی می شناسد'' -دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے-

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۱) حضرت مجدد الف ثانی (۹۷۱ھ-۱۰۳۴ھ) نے لکھا- ''وبواسطہ ہمیں مناسبت کہ بحضرت روح اللہ دارد، تواند بود آنچہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بعد از نزول بمذہب ابی حنیفہ عمل خواہد کرد- یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود- نہ آنکہ تقلید ایں مذہب خواہد کرد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ شان او علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ازاں بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید- بے شائبۂ تکلف وتعصب گفتہ می شود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریاء عظیم می نماید- وسائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول بنظر می در آیند- وبظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ می آید- سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان'' -(المنتخبات من المکتوبات ص ۲۶۲ مکتوب ۵۵)

(ت) اسی دقت مدارک کی مناسبت کی وجہ سے جو امام ابوحنیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رکھتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ہو جو خواجہ محمد پارسا نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب پر عمل کریں گے- یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا- ایسا نہیں ہے کہ وہ اس مذہب حنفی کی تقلید فرمائیں گے- کیونکہ ان کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ علماء امت کی تقلید فرمائیں- تکلف اور تعصب کے شائبہ کے بغیر کہا جاتا ہے کہ نظر کشفی میں اس مذہب حنفی کی نورانیت دریاء عظیم کے رنگ میں نظر آتی ہے اور تمام فقہی مذاہب حوض اور نہر کے رنگ میں نظر آتے ہیں- اور بظاہر بھی ایسا ہی نظر آتا ہے- اہل اسلام کی بڑی جماعت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متبعین میں سے ہے-

اقول: حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اولوالعزم مرسلین میں سے ہیں- وہ مجتہدین امت میں سے کسی کی تقلید کیسے کر سکتے ہیں- ہاں، وہ اپنے اجتہاد کے مطابق شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے- اور ان کا اجتہاد امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کے مماثل وموافق ہوگا- جیسا کہ اہل کشف نے بیان کیا- اور بعض روایتوں میں ہے کہ شریعت اسلامیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بطور وحی بتائی جائے گی-

(۲) امام شعرانی نے لکھا ﴿ومذهبه اول المذاهب تدوينًا وآخرها انقراضًا كما قاله بعض اهل الكشف﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۶۳)

(ت) امام ابوحنیفہ کا مذہب تدوین کے اعتبار سے پہلا مذہب ہے- اور ختم ہونے کے اعتبار سے سب سے آخری مذہب ہے جیسا کہ بعض اہل کشف نے فرمایا-

(۳) ﴿قد تقدم ان اللّٰه لَمَّا مَنَّ عَلَيَّ بالاطلاع على عين الشريعة رأيت المذاهب كلها متصلة بها ورأيت مذاهب الائمة الاربعة تجرى جداولها- ورأيت جميع المذاهب التى اندرست قد استحالت حجارة ورأيت اطول الائمة جدولاً الامام اباحنيفة ويليه الامام مالك ويليه الامام

الشافعی ویلیه الامام احمد بن حنبل ....فَاَوَّلْتُ ذلک لطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره فکما کان مذهب الامام ابی حنیفة اول المذاهب المدونة تدوینًا فکذلک یکون اٰخرها انقراضًا وبذلک قال اهل الکشف﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج۱ص۲۹)

(ت) ماقبل میں گذر چکا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عین الشریعۃ الکبریٰ پر اطلاع کا احسان فرمایا تو میں نے تمام فقہی مذاہب کو اس سے متصل دیکھا- اور میں نے ائمہ اربعہ کے مذاہب کو دیکھا کہ ان کی نہریں بہہ رہی ہیں- اور وہ تمام فقہی مذاہب جو ختم ہو گئے، انہیں میں نے دیکھا کہ پتھر حائل ہو چکے ہیں- اور میں نے ائمہ میں سب سے لمبی نہر امام ابوحنیفہ کی دیکھی، اور ان کے قریب امام مالک کی نہر ہے- اور امام مالک کی نہر کے قریب امام شافعی کی نہر ہے- اور ان کے قریب امام احمد بن حنبل کی نہر ہے- تو میں نے اس کی تاویل ان کے مذاہب کی مدت عمل کے طویل اور قصیر ہونے سے کی- پس امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب مدون مذاہب میں تدوین کے اعتبار سے پہلا مذہب ہے- اور اسی طرح ختم ہونے کے اعتبار سے سب سے آخری مذہب ہے- اور اہل کشف نے ایسا ہی کہا۔

(۴) امام شعرانی نے لکھا﴿یخرج المهدی علیه السلام فیبطل فی عصره التقید بالعمل بقول من قبله من المذاهب کما صرح به اهل الکشف ویلهم الحکم بشریعة محمد ﷺ بحکم المطابقة بحیث لو کان رسول الله ﷺ موجودًا لَاَقَرَّهٗ علیٰ جمیع احکامه کما اشار الیه فی حدیث ذکر المهدی بقوله "یقفؤ اثری لایخطئ" ثم اذا نزل عیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام انتقل الحکم الیٰ امر اٰخر وهو انه یوحیٰ الی السید عیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام بشریعة محمد ﷺ علیٰ لسان جبرئیل علیه الصلوٰة والسلام﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج۱ص۴۹)

(ت) امام مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوں گے- پس ان کے زمانے میں ماقبل فقہی مذاہب میں سے کسی کے قول پر عمل کی تخصیص ختم ہو جائے گی جیسا کہ اہل کشف نے اس کی صراحت کی- اور انہیں حضرت رسول اکرم ﷺ کی شریعت کا الہام کیا جائے گا بطریق مطابقت، اس طرح کہ اگر حضرت سید الانبیاء ﷺ جلوہ افروز ہوتے تو ان کے تمام احکام پر انہیں برقرار رکھتے- جیسا کہ آپ ﷺ نے ذکر مہدی کی حدیث میں اپنے قول مبارک کے ذریعہ اس کی طرف اشارہ فرمایا کہ "وہ میرے نقش قدم کی پیروی کریں گے، خطاء نہیں کریں گے"، پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو حکم دوسرے امر کی طرف منتقل ہو جائے گا- اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کی وحی کی جائے گی۔

مسائل فقہیہ کے لئے مجلس شوریٰ کا انعقاد

(۱) امام شعرانی شافعی نے لکھا﴿قال صاحب الفتاوی السراجیة- قد اتفق لابی حنیفة من الاصحاب ما لم یتفق لغیره وقد وضع مذهبه شوریٰ ولم یستبد بوضع المسائل- وانما کان یلقیها علیٰ اصحابه مسئلة مسئلة فیعرف ماکان عندهم ویقول ما عنده ویناظرهم حتّٰی یستقر احد القولین فیثبته ابویوسف حتّٰی اثبت الاصول کلها وقد ادرک بفهمه ما عجزت عنه اصحاب القرائح﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج۱ص۵۹)

(ت) صاحب فتاویٰ سراجیہ علی اَوْشی م ۵۷۵ھ نے فرمایا- حضرت امام ابوحنیفہ کے اتنے تلامذہ ہوئے کہ ان کے علاوہ مجتہدین کے نہ ہوئے- اورانہوں نے اپنے مذہب کو مشاورت کے طریقے پر وضع کیااور مسائل کی وضع میں اپنے آپ کوراجح نہ سمجھا- اوراپنے اصحاب کے سامنے ایک ایک مسئلہ پیش کرتے- پس اس کی جانکاری لیتے جوان تلامذہ کے پاس ہوتااور وہ بیان کرتے جوان کے پاس ہوتااوران سے مناظرہ فرماتے یہاں تک کہ دوقول میں سے ایک مستقر ہوجاتا- پس امام ابویوسف اسے لکھ لیتے- یہاں تک کہ تمام اصول (اسی طرح) لکھے گئے- اورامام ابوحنیفہ نے اپنی فہم وفراست سے وہ پالیا کہ (اجتہاد کے) ملکہ راسخہ والے اس سے عاجز رہ گئے۔

(۲) علامہ شامی نے لکھا ﴿نقل عن مسند الخوارزمی ان الامام اجتمع معه الف من اصحابه- اجلهم و افضلهم اربعون قد بلغوا حد الاجتهاد- فَقَرَّبَ بهم وَاَدْنَاهُمْ وقال لهم- انی اَلْجَمْتُ هذا الفقه و اَسْرَجْتُه لکم فاعینونی- فان الناس قد جعلونی جسرًا علی النار- فان المنتهیٰ لغیری واللعب علیٰ ظهری- فکان اذاوقعت واقعة شاورهم وناظرهم وجاورهم وسألهم فیسمع ماعندهم من الاخبار والآثار ویقول ما عنده- ویناظرهم شهرًا اواکثر حتّٰی یستقراٰخر الاقوال فیثبته ابویوسف- حتّٰی اثبت الاصول علیٰ هذا المنهاج شوریٰ- لا انه تفرد بذلک کغیره من الائمة﴾ (ردالمحتار ج اص ۷۲)

(ت) امام محمد بن محمود خوارزمی م ۶۷۵ھ کی جامع مسانید ابی حنیفہ سے منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ کے پاس ان کے ایک ہزار تلامذہ جمع ہوئے - ان میں سے چالیس بزرگ تر اور افضل تھے، وہ حد اجتہاد فی المذہب تک پہونچ چکے تھے- پس انہیں اپنے قریب کیا اور انہیں حکم دیا کہ میں نے اس فقہ کولگام لگائی ہے اور تمہارے لئے اس پر زین ڈالی ہے، پس تم لوگ میری مدد کرو- اس لئے کہ لوگوں نے ہمیں جہنم کے اوپر پل بنادیا ہے- توپہونچنا میرے غیر (یعنی اللہ تعالیٰ) تک ہے اور چلنا میری پیٹھ پر ہے- پس جب کوئی واقعہ پیش آتا توان سے مناظرہ کرتے اوران کو قریب میں رکھتے اوران سے سوال کرتے- توان احادیث وآثار کوسنتے جوان کے تلامذہ کے پاس ہوتیں اوروہ بیان کرتے جوان کے پاس ہوتیں- اوران تلامذہ سے (کبھی ایک مسئلہ میں) ایک مہینہ یااس سے زیادہ دن مناظرہ کرتے یہاں تک کہ آخری قول مستقر ہوجاتا، پس امام ابویوسف اسے لکھ لیتے- یہاں تک کہ تمام مسائل اسی طریقے پر بطریق مشاورت لکھے گئے- ایسا نہیں ہے کہ وہ دیگرائمہ مجتہدین کی طرح ان مسائل میں منفرد ہوئے۔

(۳) ﴿وکان یقول- لاینبغی لاحد ان یقول قولًا حتّٰی یعلم ان شریعة رسول اللّٰه ﷺ تقبله- وکان یجمع العلماء فی کل مسئلة لم یجدها صریحةً فی الکتاب والسنة ویعمل بمایتفقون علیه فیها- وکذلک کان یفعل اذا استنبط حکمًا فلا یکتبه حتّٰی یجمع علیه علماء عصره- فان رضوه، قال لابی یوسف، اکتبه- رضی اللّٰه عنه- فمن کان علیٰ هذا القدم من اتباع السنة، کیف یجوز نسبته الی الرأی- معاذ اللّٰه ان یقع فی مثل ذلک عاقل﴾ (میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ا ص ۵۹)

(ت) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ کسی کیلئے کوئی قول کرنا مناسب نہیں ہے یہاں تک کہ وہ جان لے کہ حضرت سید دوعالم ﷺ کی شریعت اسے قبول کرتی ہے- اور ہر اس مسئلے میں علماء کوجمع فرماتے جس مسئلے کوقرآن وحدیث میں صراحتًا نہ پاتے- اوراس صورت پرعمل فرماتے، علماءاس بارے میں جس صورت پرمتفق ہوتے- اورایسا ہی

کرتے جب کسی حکم کا استنباط کرتے - پس اسے نہیں لکھتے یہاں تک کہ اپنے زمانے کے علماء (یعنی اپنے تلامذہ) کو اس پر جمع کر لیتے - پس اگر وہ علماء اس سے راضی ہوتے تو امام ابو یوسف سے فرماتے - اسے لکھ لو - پس جو اتباع سنت میں اس طریقے پر ہو، اس کو رائے کی طرف منسوب کرنا کیسے جائز ہوگا؟ - اللہ کی پناہ اس سے کہ کوئی عقلمند اس میں مبتلا ہو۔

(۴) درمختار میں ہے ﴿قال لاصحابه —ان توجه لكم دليل فقولوا به—فكان كل ياخذ برواية عنه ويرجحها﴾ (الدر المختار شرح تنویر الابصار ج اص ۲۷)

(ت) امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا - اگر تمہیں کوئی دلیل دستیاب ہو تو اسے بیان کرو - پس ہر ایک ان کی کوئی روایت کو لیتے اور اسے (دلیل کے ذریعہ) ترجیح دیتے۔

(۳) علامہ شامی نے اس کی تشریح میں لکھا ﴿فكان كل ياخذ بروايته عنه) اى فليس لاحد منهم قول خارج عن اقواله—ولذا قال فى الولوالجية من كتاب الجنايات—قال ابو يوسف، ما قلت قولًا خالفت فيه اباحنيفة الا قولًا قد كان قاله—وروى عن زفر انه قال—ما خالفت اباحنيفة فى شىء الا قد قاله ثم رجع عنه—فهذه اشارة الى انهم ما سلكوا طريق الخلاف—بل قالوا ما قالوا عن اجتهاد ورأى اتباعًا لما قاله استاذهم ابو حنيفة—وفى آخر الحاوى القدسى—واذا اخذ بقول واحد منهم يعلم قطعًا انه يكون به آخذًا بقول ابى حنيفة—فانه روى عن جميع اصحابه من الكبار كابى يوسف ومحمد وزفر والحسن انهم قالوا—ما قلنا فى مسئلة قولًا الا وهو روايتنا عن ابى حنيفة—واقسموا عليه ايمانًا غلاظًا فلم يتحقق اذًا فى الفقه جواب ولا مذهب اِلّا لَهٗ كيفما كان وما نسب الى غيره الابطريق المجاز للموافقة﴾ (رد المحتار ج اص ۲۷)

(ت) (پس ہر ایک ان کی کوئی روایت کو لیتے) یعنی اصحاب میں سے کسی کا قول ان کے قول سے خارج نہیں ہے - اور اسی لئے ولوالجیہ کی کتاب الجنایات میں فرمایا - امام ابو یوسف نے فرمایا - میں نے کوئی ایسا قول نہیں کیا جس میں میں نے امام ابو حنیفہ کی مخالفت کی مگر وہ ایسا قول تھا جسے وہ فرما چکے تھے - اور امام زفر بن ہذیل سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کسی چیز میں امام ابو حنیفہ کی مخالفت نہیں کی۔ مگر وہ ایسا قول تھا جسے انہوں نے فرمایا، پھر رجوع کر لیا - پس یہ ایک اشارہ ہے کہ ان کے اصحاب اختلاف کے طریقے پر نہ چلے - بلکہ انہوں نے اجتہاد و قیاس سے وہی کہا، جو ان کے استاذ امام ابو حنیفہ فرما چکے تھے - اور ''الحاوی القدسی'' کے اخیر میں ہے - جب امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے کسی کے قول کو اختیار کیا تو یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے قول کو اختیار کرنے والا ہے - اس لئے کہ ان کے تمام بڑے اصحاب مثلاً امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد نے فرمایا کہ ہم نے کسی مسئلہ میں کوئی قول نہ کہا مگر یہ کہ وہ ہماری امام ابو حنیفہ سے روایت ہے - اور اس پر انہوں نے سخت قسمیں کھائیں - پس اس وقت فقہ میں کوئی جواب اور کوئی مذہب باقی نہ رہا مگر امام ابو حنیفہ کا، وہ کیسا بھی ہو (یعنی وہ قول اخیر ہو یا قول مرجوع عنہ) - اور اس مسئلے کی نسبت امام ابو حنیفہ کے علاوہ (ان کے اصحاب) کی طرف صرف موافقت کی وجہ سے بطریق مجاز ہے (ورنہ وہ حقیقت میں امام ہی کا قول تھا - پھر امام نے اس سے رجوع کر لیا)

اقول: اب قول مرجوع عنہ کی نسبت امام کی طرف درست نہیں - اگر چہ وہ حقیقت میں ان کا ہی قول تھا۔

اصدق الصادقین حضرت سیدنا صدیق اکبر

از:- ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

اصدق الصادقین، سید المتقین، افضل البشر بعد الانبیاء، خلیفۃ الرسول، امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کیا شان بیان کی جائے کہ والی کائنات سرکار دو عالم ﷺ خود جن کے احسان مند ہوں اور فرماتے ہوں کہ: ''تمام انسانوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر صدیق کا ہے''۔

آپ کی ولادت واقعۂ فیل (یعنی جب حبشہ کا بادشاہ ابرہہ، ہاتھیوں کے لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا تھا) سے تقریباً دوسال چار ماہ بعد ہوئی۔[۱]...... آپ حضور اکرم ﷺ سے دوسال چند ماہ چھوٹے تھے[۲]...... زمانۂ جاہلیت میں آپ کا اسم گرامی ''عبدالکعبہ'' تھا، جسے بعد میں حضور اکرم ﷺ نے تبدیل فرما کے ''عبداللہ'' تجویز فرمایا[۳]...... آپ کے والد ماجد ''ابوقحافہ'' کا نام ''عثمان'' تھا، جن کا تعلق بنوتیم قبیلہ سے تھا...... آپ کا نسب اس طرح ہے:-''ابوقحافہ عثمان...... بن عامر...... بن عمر...... بن کعب...... بن سعد...... بن مرہ ...... بن کعب...... بن لوی...... بن غالب...... بن فہر القرشی التیمی''۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ''اُم الخیر سلمیٰ'' تھا، جن کا نسب یوں ہے:-''اُم الخیر سلمیٰ...... بنت صخر...... بن عمرو...... بن کعب...... بن سعد...... بن تیم'' [۴]

آپ ''عتیق'' اور ''صدیق'' کے لقب سے ممتاز ہیں، جب کہ کنیت ''ابوبکر'' ہے...... آپ کا سب سے مشہور لقب ''صدیق'' ہے...... حافظ ابن عبدالبرؒ اس کی یہ توجیہ بیان کرتے ہیں:

''آپ نے ہر معاملہ میں حضور اکرم ﷺ کی تصدیق کرنے میں پہل کی، اس لیے آپ کا لقب صدیق رکھا گیا''۔[۵]

چنانچہ دیلمی، حضرت سیدہ اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

''اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا ہے''۔[۶]

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے منقول ہے کہ یہ لقب اللہ نے خود نازل فرمایا، آپ حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے لیے ''صدیق'' کا لقب آسمان سے نازل فرمایا''۔[۷]

حضرت امام حسن بصری اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:-''آپ کا یہ لقب شبِ معراج کے اگلے دن کی صبح سے مشہور ہوا''۔[۸]

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شبِ معراج سے اگلے دن مشرکین مکہ، حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا، اپنے صاحب کی اب بھی تصدیق کرو گے؟ ......اب انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ راتوں رات بیت المقدس کی سیر کر آئے ہیں!......اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرما

یا کہ:- "بے شک آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے، میں تو صبح وشام اس سے بھی اہم اور مشکل امور کی تصدیق کرتا ہوں"۔ اور پھر اس واقعہ کے بعد آپ کا لقب "صدیق" مشہور ہوگیا۔۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل، حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا قریب سے گزر ہوا، تو جبریل امین نے عرض کیا، یارسول اللہ! وہ ابوقحافہ کے صاجزادے ہیں؟

حضور انور ﷺ نے فرمایا: ...... ہاں، کیا تم آسمان میں رہنے والے انہیں پہچاتے ہو؟

جبریل امین نے عرض کیا: -"قسم ہے آپ کو مبعوث فرمانے والے رب کی! ابوبکر کا زمین کی نسبت آسمانوں پر زیادہ شہرہ ہے، وہاں ان کا نام حلیم ہے"۔۱۰

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پرورش اور نشوونما مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ...... کبھی کبھی تجارت کے لیے باہر بھی جاتے تھے...... آپ نہایت متمول شخصیت کے مالک تھے...... قبیلہ قریش میں اخلاق وعادات، فضل وشرف اور احسان کے لحاظ سے اہم مقام کے حامل تھے...... قریش کے مشہور قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ نے آپ کے اوصافِ حسنہ کا بایں الفاظ اعتراف کیا ہے کہ:-"اے ابو بکر! بے شک آپ ناداروں کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں مصیبت زدہ افراد کے کام آتے ہیں"۔۱۱

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع ہی سے سلیم الفطرت تھے، شراب نوشی سے عمر بھر محفوظ رہے...... ایک بار صحابہ کرام نے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں کبھی آپ نے شراب نوشی کی ہے؟

آپ نے فرمایا: ...... "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں" ......

صحابہ نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: -"مجھے اپنی عزت اور مال کی حفاظت مطلوب تھی، شراب نوشی عزت وآبرو کے لیے باعث نقصان ہے" ......

حضور انور ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: -"صدق ابو بکر صدق ابو بکر ...... (ابوبکر سچ کہتے ہیں واقعی انہوں نے کبھی شراب نوشی نہیں کی)"۔۱۲

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: -"آپ نے زمانہ جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب کو حرام کرر کھا تھا"۔۱۳

اللہ اکبر! ایک ایسے معاشرے میں جہاں شراب کا عام رواج تھا اور کھلے عام بتوں کی پوجا کی جاتی تھی، مگر اللہ کی شان کہ آپ اس دور جاہلیت میں بھی شراب اور بت پرستی سے محفوظ رہے ......

حضور اکرم ﷺ سے آپ کی شروع ہی سے دوستی تھی ......

آپ، حضور انور ﷺ کے ندیم خاص اور راز داں تھے ...... بعثت سے پہلے حضور انور ﷺ غیب سے آواز سنتے کہ کوئی پکارتا: "یا محمد یا محمد" ...... (ﷺ) اس خصوصی راز سے آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگاہ فرمادیا تھا۱۴ ...... آپ کے قبول اسلام کے سلسلے میں

بہت سے واقعات کتب سیر ومناقب میں مرقوم ہیں لیکن خود حضور اکرم ﷺ کے بعض ارشادات کی روشنی میں یہ امر یقینی ہے کہ آپ قدیم الاسلام مسلمان ہیں......

چنانچہ حافظ ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ابوبکر صدیق کے سوا میں نے جس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے توقف کیا، ابوبکر نے میری ہر بات کو قبول کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا''۔ ۱۵

قبول اسلام کی اولین سعادت کسے نصیب ہوئی؟ اس کا حتمی تعین نہایت مشکل ہے کیونکہ اس سلسلہ میں متعدد ومتضاد روایات ملتی ہیں......ہاں اس حوالے سے تین حضرات کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں:

۱......اُم المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲......امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳......امیر المومنین حضرت علی کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تاہم قول فیصل وہ ہے جو حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سراج الأمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اولیتِ ایمان کی تمام روایات میں تطبیق کرتے ہوئے نہایت قرین قیاس اور دل لگتی بات کہی، آپ فرماتے ہیں کہ:

''مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچوں میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا''۔ ۱۶

آپ کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ کی چار پشتیں شرفِ صحابیت سے بہرہ یاب ہوئیں......یہ وہ اعزاز ہے کہ سوائے آپ کے کسی اور کے حصہ میں نہ آسکا......چنانچہ مفسر قرآن صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:-

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین بھی مسلمان اور آپ کے صاجزادے محمد اور عبداللہ اور عبدالرحمٰن اور آپ کی صاجزادیاں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء اور آپ کے پوتے محمد بن عبدالرحمٰن (اور نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر)......یہ سب مومن اور سب شرفِ صحابیت سے مشرف، صحابہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین......آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہو کہ اس کے والدین بھی صحابی ہوں، اولاد بھی صحابی اور پوتے بھی صحابی، چار پشتیں شرفِ صحابیت سے مشرف ہوں''۔ ۱۷

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ:-''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی تالیف قلب کرنے والے اور محبوب شخصیت کے حامل تھے، وہ قریش کے نسب اور ان کے تمام معاملات سے خوب واقف تھے۔ آپ تاجر، خلیق اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپ کی قوم کے لوگ آپ سے نہایت درجہ انس رکھتے اور اپنے امور میں آپ کے علم اور تجربے سے مستفید ہوتے، آپ خوش مجلس تھے، جب آپ نے دعوت اسلام کا کام شروع کیا، تو آپ کی ترغیب سے حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر لوگ مشرف باسلام ہوئے''۔ ۱۸

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اسلام لانے والے اِن پانچ حضرات کا تعلق اُن دس افراد پر مشتمل مقدس جماعت سے ہے جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے[۱۹]......سرکار دوعالم ﷺ نے انہیں ایک ہی مجلس میں جنت کی بشارت فرمائی تھی ......عشرہ مبشرہ میں باقی پانچ دوسرے حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-۱......حضرت ابوبکر صدیق ۲...... حضرت عمر فاروق اعظم ۳...... حضرت علی ۴...... حضرت سعید بن زید ۵......اور حضرت ابوعبیدہ بن حضرت جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[۲۰]

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ذات کے ساتھ اپنی تمام دولت بھی اشاعت اسلام کے لیے وقف کردی تھی......ساری کی ساری دولت مظلوم اور کمزور غلاموں کی آزادی اور مسلمانوں کی مدد پر خرچ کردی[۲۱]......غرض اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر تادم آخر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں......خدمت اسلام کے لیے آپ کی ان ہی مساعی جمیلہ کے سبب والی کائنات سرکار دوعالم حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

''تمام انسانوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر صدیق کا ہے''۔

سایۂ مصطفیٰ، مایۂ اصطفا
عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین، سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

حواشی وحوالے:

۱......ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق، جلد:۱۳، ص:۳۷
۲......تاریخ الخلفاء، ص:۳۰
۳......الاستیعاب، جلد:۱، ص:۳۲۹
۴......الکامل فی التاریخ، جلد:۲، ص:۴۰۲
۵......الاستیعاب، جلد:۱، ص:۳۳۱
۶......سبل الہدیٰ، جلد:۱، ص:۲۵۲
۷......ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق، جلد:۱۳، ص:۵۲
۸......تاریخ الخلفاء، ص:۲۹
۹......تاریخ الخلفاء، ص:۲۹
۱۰......الریاض النضرۃ، جلد:۱، ص:۸۲
۱۱......صحیح بخاری شریف، جلد:۱، ص:۵۵۲
۱۲......الریاض النضرۃ، جلد:۱، ص:۲۰۱
۱۳......الریاض النضرۃ، جلد:۱، ص:۲۰۱
۱۴......الریاض النضرۃ، جلد:۱، ص:۹۲
۱۵......ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق، جلد:۱۳، ص:۴۴
۱۶......تاریخ الخلفاء، ص:۳۴
۱۷......مولانا نعیم الدین مرادآبادی، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، زیر آیت:۱۵، سورۂ احقاف
۱۸......الاصابہ فی معرفۃ اصحابہ، جلد:۲، ص:۲۳۴
۱۹......نور الابصار، ص:۵۳
۲۰......جامع ترمذی، باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوف، جلد:۲، ص:۲۳۹
۲۱......الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد:۲، ص:۳۳۴
۲۲......امام احمد رضا خاں، حدائق بخشش، مطبوعہ بریلی

سماج کی سات بیماریاں

از:- پروفیسر ڈاکٹر جاوید احمد خاں، شعبہ عربی، چنچل کالج، چنچل، مالدہ (مغربی بنگال)

<u>والدین کی نافرمانی:</u> والدین کی عزت اوران کا احترام واکرام نہ کرنا انھیں مارنا ڈانٹنا انھیں ان کے ہی گھروں سے نکال باہر کرنا جیسے واقعات اکثر دیکھے پڑھے اور سنے جاتے ہیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والا کبھی بھی اپنے والدین کریمین کے ساتھ اس طرح سے برتاؤ نہیں کرسکتا قرآن کریم نے والدین کے سامنے اف اور ہوں تک کہنے سے روکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہو اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کرنا،، (بنی اسرائیل: ۲۳) حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اوران کی خدمت کرکے جنت حاصل نہ کی،، ایک حدیث میں حضور نے فرمایا کہ ''جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے'' والدین کے ساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں جان و مال سے ان کی خدمت اور دل سے تعظیم و محبت کرے، مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھے، ان کے لئے دعا واستغفار کرے اوران کے عہد تامقدور پورے کرے ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اوران کے اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرے، حدیث شریف میں حسن اخلاق کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہر ایک کے ساتھ شایان شان معاملہ کیا جائے، دوسروں کے لئے وہی پسند کیا جائے جو خود اپنے لئے پسند کیا جائے اور جو خود اپنے لئے ناپسند ہو وہ دوسروں کے لئے بھی ناپسند ہو۔ دوسروں کے ساتھ بھلائی عفو وکرم اور سخاوت وفیاضی کا معاملہ کیا جائے کسی کو ضرر اور اذیت نہ پہنچائی جائے ملاقات کے وقت مسکراتے ہوئے اور چہرے پر شگفتگی بکھیرے ہوئے ملا جائے۔

<u>جھوٹ:</u> جھوٹ نہایت بری عادت ہے، جھوٹ بولنے والے کا انجام برا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس بری عادت سے بڑی شدت کے ساتھ منع کیا ہے چوں کہ یہ ایک ایسی عادت قبیحہ ہے جو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے اللہ رب العلمین کا فرمان ہے ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ''۔ (توبہ :۱۱۹) حدیث میں ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول کا گزر کھانے کے ڈھیر کے پاس سے ہوا آپ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا اوراس کے اندر تری محسوس کی آپ نے اس کھانے کے ڈھیر والے سے کہا کہ تو نے یہ کیا کر رکھا ہے اس شخص نے جواب دیا یارسول اللہ بارش ہوئی تھی اس کی وجہ سے اس میں تراوٹ پیدا ہوگئی ہے۔ تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہیں کر دیتے کہ لوگ اس کو دیکھ لیں سن لو جو شخص بھی لوگوں کے ساتھ جھوٹ اور دھوکے کا معاملہ

کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوگا (مسلم) حضرت صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں پھر عرض کیا گیا کہ کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں پھر عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا (مالک) زبان بڑی خطرناک چیز ہے اسے قابو میں رکھنے سے ہی ہر قسم کی بھلائی ہے زبان ہی وہ چیز ہے جس سے خیر وشر کے بہت سے اعمال صادر ہوتے ہیں زبان کا استعمال اگر خیر و بھلائی میں ہے تو انجام بخیر ہے اور اگر شر اور بدی میں ہے تو انجام بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ خاموشی سلامتی اور عافیت اور ہلاکتوں سے نجات کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

<u>رشوت خوری</u>: رشوت خوری نہایت بری عادت ہے یہ بہت سے فتنہ وفساد کا سبب بنتی ہے یہ مرض بڑی تیز رفتار کے ساتھ ملک وملت میں پھیلتا جارہا ہے رشوت خور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے قرآن کریم نے رشوت خور کو اکّلون للسحت یعنی رشوت کھانے والے کہا ہے (مائدہ:۴۲) رشوت کو سحت کہا گیا ہے اس لئے کہ وہ نہ صرف رشوت دینے اور لینے والے کو برباد کرتی ہے بلکہ پورے ملک وملت کو جڑ سے کھود کر برباد کردیتی ہے جس ملک میں رشوت چل جائے وہاں کا قانون معطل ہوکر رہ جاتا ہے اور قانون ہی وہ چیز ہے جس سے ملک و ملت کا امن برقرار رکھا جاتا ہے اس کے معطل ہوجانے سے نہ تو کسی کی جان محفوظ رہتی ہے اور نہ ہی مال وآبرو، اس لئے شریعت اسلام نے اسے سحت فرما کر حرام قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت بھیجتا ہے اور اس شخص پر بھی لعنت برستی ہے جو ان دونوں کے درمیان دلال اور واسطہ بنے (جصاص) ایک حدیث میں ہے کہ رشوت لینے اور دینے والے دوزخ میں جائیں گے۔

<u>شراب نوشی</u>:۔ قرآن بلا تفریق تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے نازل کیا گیا ہے اس کتاب میں تمام انسانوں کے لئے ہدایت موجود ہے یہ کتاب ہر اچھے کاموں کا حکم دیتی ہے اور تمام برے کاموں سے روکتی ہے تاکہ معاشرے میں امن وسکون کا ماحول برقرار رہے شراب نوشی جیسی بری عادتوں سے باز رہنے کے لئے قرآن کریم میں حکم نازل ہوا ہے شراب کے مضر اثرات جو عقل وصحت پر پڑتے ہیں اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا، بے ہوشی کے عالم میں شراب نوشی کرنے والا حلال وحرام کے درمیان فرق کرنے پر قادر نہیں رہتا بد مستی کی حالت میں اس سے ایسی ایسی حرکتیں سرزد ہوجاتی ہیں کہ ہوش کی حالت میں وہ ہرگز نہیں کرسکتا۔ قرآن نے اس عادت قبیحہ کو شیطان کا عمل قرار دیا ہے اور اس سے بچنے کو کہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے ایمان والو شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب شیطان کے کام ہیں لہٰذا تم اس سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاسکو، (مائدہ:۹۰) ترمذی شریف کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص شراب پیئے اسے کوڑے مارو اگر چوتھی بار پھر پیئے تو اسے قتل کردو۔ (ترمذی) مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی سختی کے ساتھ شراب کے پینے سے منع کیا ہے۔ ایک بار طارق بن سوید نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے تعلق سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے دور رہو پھر اس نے کہا کہ میں اسے دوا کے لئے بناتا ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دوا نہیں ہے بیماری ہے (مسلم)

حضور کی ایک حدیث ہے کہ ''مومن جب شراب پیتا ہے تو اس وقت اس کا ایمان اس سے رخصت ہو جاتا ہے، ایک دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ'' خدا نے شراب پر اس کے پینے اور پلانے والے پر بیچنے اور خریدنے والے پر دوسروں کے لئے یا اپنے لئے نچوڑنے والے اور جس کے لئے لے جائی جائے سب پر لعنت فرمائی ہے، (ابوداؤد)

ایک عربی شاعر نے شراب کی خرابی کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

شربت الخمر حتی ضل عقلی

کذلك الخمر تفعل ما تشاء

یعنی (میں نے شراب پی تو میری عقل گمراہ ہوگئی، اسی طرح شراب جو چاہتی ہے کرتی ہے)

زنا کاری: زنا کاری نہایت سنگین جرم ہے، اسلام نے اس فعل قبیح سے بڑی سختی کے ساتھ روکا ہے، اس کا ارتکاب کرنے والا معاشرہ میں چہرہ دکھانے کے قابل نہیں رہ جاتا، اسلام میں اس جرم کے لئے دردناک سزا ہے، اس جرم کا ارتکاب کرنے والا اگر غیر شادی شدہ ہے تو اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہے تو اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے گا، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ''بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد دونوں کو سو سو کوڑے مارو اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے حکم کو نافذ کرنے میں تم کو ان پر ترس نہ آئے اور کچھ مسلمان اس سزا کو دیکھیں (نور:۲) قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے'' اور زنا کے قریب مت جاؤ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے،، (بنی اسرائیل: ۳۲) مسند امام احمد میں ہے کہ'' ایک شخص نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے، حاضرین مجلس نے جب یہ سنا تو اسے ڈانٹ دیا کہ خبردار چپ رہو آپ نے فرمایا اسے میرے قریب لاؤ، جب وہ قریب آکر بیٹھا تو آپ نے فرمایا کیا تو یہ حرکت اپنی ماں، بیٹی،، بہن، پھوپھی، خالہ میں سے کسی کے ساتھ پسند کرتا ہے؟ اس شخص نے کہا ہرگز نہیں تو آپ نے فرمایا دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں، بیٹیوں،، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے یہ فعل گوارا نہیں کرتے پھر آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی اس کے گناہ کو معاف فرما اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔

ہم جنس پرستی: ہم جنس پرستی مذہب، فطرت، اخلاقیات اور مروجہ عادات کے سراسر خلاف ہے قوم لوط میں اس فعل بد کا رواج پڑ گیا تھا، حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل بد سے بہت روکا لیکن وہ اس فعل بد سے باز نہ آئے حضرت لوط علیہ السلام کے اصلاح کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں تو اللہ نے پتھر مار کر پوری قوم کو تباہ و برباد کر دیا سورہ اعراف میں ذکر ہے'' ان کی ساری کی ساری بستیاں الٹ دی گئیں،، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے'' جس کسی کو قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (احمد ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) کسی حدیث میں اس حکم میں اتنا اضافہ ہے'' وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ سنگسار کئے جائیں گے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم جنس پرست کو جلا دیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم جنس پرست پر دیوار گرادی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ان دونوں کو قتل کر دو اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے۔

چوری: قرآن کریم میں ذکر ہے ''اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹ لو ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے (مائدہ:۳۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری کو ناپسند فرماتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو چور پر۔ وہ انڈا چراتا ہے اور ہاتھ کٹواتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے (متفق علیہ) حدیث شریف میں ذکر ہے کہ ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی جس سے قریش بہت پریشان ہوئے انھوں نے مشورہ کیا کہ اس معاملہ میں کون حضور سے سفارش کرے سب نے کہا کہ حضور کے محبوب حضرت اسامہ بن زید کے سوا اور کون یہ جرأت کرسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ نے حضور سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟ پھر حضور نے لوگوں سے خطاب فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اسی لئے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ میری بیٹی بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (متفق علیہ) ایک بار حضور کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر حضور نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔ (ترمذی) اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا اور شراب پینے والے کو اسی (۸۰) کوڑے مارے جاتے۔ موجودہ صورت میں ان کے لئے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں، ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں تاوقتیکہ وہ لوگ توبہ کر کے اپنے افعال قبیحہ سے باز نہ آجائیں اگر مسلمان ایسا نہ کریں تو وہ بھی گنہگار رہوں گے۔

منظوم تہنیت

بموقع رسم سجادگی حضرت علامہ محمد احسن رضا قادری

از:- مولانا پھول محمد نعمت رضوی مظفر پور

واصف شمس الضحیٰ ہیں حضرت احسن میاں
نائب خیرالوریٰ ہیں حضرت احسن میاں

اک غلام مصطفیٰ ہیں حضرت احسن میاں
غوث اعظم کی عطا ہیں حضرت احسن میاں

منزل مقصود مل جائے گی دامن تھام کر
صاحب فیض و عطا ہیں حضرت احسن میاں

مل گئی سجادگی نوخیزی ہی میں اس لیے
پرتو سبحاں رضا ہیں حضرت احسن میاں

آپ کی سجادگی میں اور بھی ہوگا عروج
آپ سچے باخدا ہیں حضرت احسن میاں

خدمت علماء ہو یا کہ مسلکی ہو کوئی کام
وہ بڑے ہی باوفا ہیں حضرت احسن میاں

دیکھتے ہی ٹھیک ہو جاتا ہے جن کو ہر مریض
ایک روحانی دوا ہیں حضرت احسن میاں

ہو مبارک آپ کو گدّی نشینی اے شہا
نعمؔت اور سب کی دعا ہیں حضرت احسن میاں

نبی کریم کا علم غیب

قرآن پاک اور احادیث کریمہ کی روشنی میں

از:-مولانا غیاث الدین احمد نظامی، خادم التدریس، مدرسہ عربیہ سعید العلوم یکماڈپو لکشمی پور مہراج گنج، یوپی

حضورِ کریم علیہ التحیة والتسلیم کے تمام معجزات میں سے ایک اہم اور عظیم معجزہ "علم غیب" بھی ہے۔ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ ذاتی علم غیب تو اللہ رب العزت کے سوا کسی کو نہیں مگر اللہ رب العزت اپنے کرم سے اپنے نبیوں اور رسولوں اور نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم کے وسیلے سے اپنے دیگر برگزیدہ بندوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ یہ علم غیب عطائی کہلاتا ہے، جیسا کہ خود اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان قرآن پاک میں موجود ہے کہ

(۱) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورہ جن، آیت 26)

ترجمہ: (اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۲) وَمَاكَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (سورہ آل عمران، آیت 179)

ترجمہ: اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگوں! تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

اللہ رب العزت نے یوں تو تمام انبیائے کرام و رسلان عظام کو علم غیب عطا فرمایا کہ نبی کہتے ہی اسے ہیں جو غیب کی خبریں دے، دیوبندی عالم مولوی عبدالحفیظ کی لکھی ہوئی لغت، مصباح اللغات کے صفحہ ۸۴۷ پر بھی نبی کا معنیٰ لکھا ہے: "اللہ کے الہام سے غیب کی بات بتانے والا"۔ مگر ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ میں اللہ رب العزت نے تمام نبیوں اور رسولوں کے کمالات کو یکجا فرما دیا ہے، ان کے علم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتا جتنا ایک قطرے کو سمندر سے اور ایک ذرے کو ہمالیہ پہاڑ سے ہے، پھر یہ کمترین انسان کس منہ سے ان کے علم پر کیچڑ اچھالتا ہے۔ پر ہم تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیوانے ہیں ہم ان کی شان بیان کرتے ہیں، کرتے رہیں گے، جلنے والے خاک ہوتے رہیں، اور ہماری اس دیوانگی پر شرک کے فتوے لگاتے رہیں، ہم تو بس ایک ہی نعرہ لگاتے رہیں گے: ہمارا رب عزوجل ہم سے راضی ہو جائے ہمارے آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے راضی ہو جائیں، اور اسی عشق میں ہماری زندگی تمام ہو جائے۔

امام عشق و محبت مجدد اہل سنت ماحی شرک و بدعت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کتنی آسانی سے ہمیں علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت کو سمجھا دیا ہے کہ عاشقوں کو اتنا ہی کافی ہو جاتا ہے:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اور حق یہی ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش۔ ملکوت السموت والارض، بلکہ روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ماکان وما یکون کا علم آپ کو عطا کیا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ آپ علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا علم ان سب کو محیط ہوا۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہر گز ہر گز نبی کریم رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا علم نہیں، بلکہ اس کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں ہزاروں ہزار بے حد و بے شمار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد للہ العلی الاعلی۔

کُتب حدیث وتصانیف علمائے قدیم وجدید میں اس کے شافی وکافی دلائل وبراہین موجود ہیں اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود علم غیب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاہد اور گواہ ہے۔

آیئے دیکھئے ہمارا رب عز وجل اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فضل وکرم کی کیسی کیسی بارشیں فرما رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

(۳) تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ۔ (سورہ ہود، آیت 49)

ترجمہ:۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

(۳) وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَم وَ کَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْکَ عَظِيْمًا (سورہ نساء آیت ، ۱۱۳)

ترجمہ :— اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے (ف) اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(۴) ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْکَ (سورہ یوسف آیت ، ۱۰۲)

ترجمہ: یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

(۵) وَ نَزَّلْنَا عَلَيْکَ الْکِتٰبَ تِبْيَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِيْنَ (سورہ نحل آیت ، ۸۹)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے (ف) اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔

وَ مَا هُوَ عَلَی الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (سورہ، التکویر، آیت، ۲۳)

ترجمہ: اور یہ (نبی) غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

دشمنانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی میں اس قدر اندھے ہوتے ہیں کہ انھیں نہ تو یہ قرآن کی آیتیں نظر آتی ہیں اور نہ انھیں احادیث کریمہ سمجھ میں آتی ہیں۔ عجب تماشہ ہے، جن کا کلمہ پڑھتے ہیں، جن کی امت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، انھیں کی برائی پر آمادہ نظر آتے ہیں، جب کہ اللہ رب العزت نے تو مومنوں کی شان یہ بیان فرمائی ہے:

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (سورہ البقرہ، آیت، ۳)

ترجمہ: وہ جو غیب پر ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

آیئے !! ایمان کی تازگی اور پختگی کے لئے چند احادیث پاک حوالے کے ساتھ مطالعہ کریں اور اپنے آقا کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی شان کے ترانے گائیں اور ان کے گستاخوں اور دشمنوں کے لئے ہدایت کی دعا کریں۔

(۱)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وآله وسلم خَرَجَ حِیْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنبَرِ، فَذَكَرَ السَّاعَةَ، وَذَكَرَ اَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْيَسْاَلْ عَنْهُ :فَوَاللهِ لَا تَسْاَلُوْنِی عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِی مَقَامِی هٰذَا قَالَ اَنَسٌ :فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ، وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم اَنْ يَقُوْلَ :سَلُوْنِی .فَقَالَ اَنَسٌ :فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ :اَيْنَ مَدْخَلِی يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ :النَّارُ .فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ :مَنْ اَبِی يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ :اَبُوْكَ حُذَافَةُ .قَالَ :ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَقُوْلَ :سَلُوْنِی، سَلُوْنِی. فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ :رَضِيْنَا بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ صلی الله علیه وآله وسلم رَسُوْلاً .قَالَ :فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم حِيْنَ قَالَ عُمَرُ :ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم :وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ، لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِی عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ، وَاَنَا اُصَلِّی، فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ .مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب :الاعتصام بالکتاب والسنة، باب :ما یکره من کثرة السوال وتکلف ما لایعنیه،، وفی کتاب :مواقیت الصلاۃ، باب :وقت الظهر عند الزوال، وفی کتاب :العلم، باب :حسن برک علی رکبتیه عند الإمام او المحدث، وفی الادب المفرد، ومسلم فی الصحیح، کتاب :الفضائل، باب :توقیره صلی الله علیه وآله وسلم وترک إکثار سوال عما لا ضرورة إلیه، واحمد بن حنبل فی المسندفی مسند انس بن مالک وابو یعلی فی المسندفی مسند زهری عن انس، وابن حبان فی الصحیح، کتاب العلم الخ والطبرانی فی المعجم الاوسط).

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورج ڈھلا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا اور پھر فرمایا :اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات وحادثات ہیں، پھر فرمایا :جو شخص کسی بھی قسم کی کوئی بات پوچھنا چاہتا ہے تو وہ پوچھے، خدا کی قسم !میں جب تک یہاں کھڑا ہوں تم جو بھی پوچھو گے اس کا جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلال کے سبب بار بار فرمارہے تھے کہ کوئی سوال کرو، مجھ سے (جو چاہو) پوچھ لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ !میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :دوزخ میں۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا :یارسول اللہ !میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :تیرا باپ حذافہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار فرماتے رہے

مجھ سے سوال کرو مجھ سے سوال کرو، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض فرمانے لگے۔ ہم اللہ پاک کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ گذارش کی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ابھی ابھی اس دیوار کے سامنے مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو آج کی طرح میں نے خیر اور شر کو کبھی نہیں دیکھا۔

(۲) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مَقَامًا، فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ، حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ.

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب: ما جاء فی قول اللہ تعالی: وھو الذی یبدا الخلق ثم یعیده وھو اھون علیه، وشرح السنه الجزء الخامس عشر).

ترجمہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلوقات کی ابتدا سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہو جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا۔ جس نے اسے یاد رکھا، یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔

(۳) عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَکُوْنُ فِی مَقَامِهٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ، اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: القدر، باب: وکان امر اللہ قدرا مقدورا، ومسلم فی الصحیح، کتاب: الفتن واشراط الساعة، باب: اخبار النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم فیما یکون إلی قیام الساعة، والترمذی مثله عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه فی السنن، کتاب: الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم، باب: ما جاء اخبر النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم اصحابه بما هو کائن إلی یوم القیامة، وابو داود فی السنن، کتاب: الفتن والملاحم، باب: ذکر الفتن ودلائلها، واحمد بن حنبل فی المسند، والبزار فی المسند، وقال: ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ، والطبرانی مثله عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه فی مسند الشامیین، والخطیب التبریزی فی مشکوٰة المصابیح).

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس دن کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کی کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان نہ فرما دیا ہو۔ جس نے اسے یاد رکھا یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔

(۴) عَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ رضی الله عنه قَالَ :صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم الْفَجْرَ .وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ .فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ .فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ قَالَ :فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا :

(اخرجه مسلم فى الصحيح، كتاب :الفتن واشراط الساعة، باب :إخبار النبى صلى الله عليه وآله وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، والترمذى فى السنن عن ابى سعيد الخدرى، كتاب :الفتن عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، باب :ما جاء ما اخبر النبى صلى الله عليه وآله وسلم اصحابه بما هو كائن إلى يوم القيامة، وابن حبان فى الصحيح، والحاكم فى المستدرك، وابويعلى فى المسند، والطبرانى فى المعجم الكبير، والشيبانى فى الاحاد والمثانى).

ترجمہ:۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر میں ہماری امامت فرمائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے تشریف لے آئے نماز پڑھائی بعد ازاں پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتی کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہر اس بات کی خبر دے دی جو آج تک وقوع پذیر ہو چکی تھی اور جو قیامت تک ہونے والی تھی۔ حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں زیادہ جاننے والا وہی ہے جو ہم میں سب سے زیادہ حافظہ والا تھا۔

(۵)عَنْ حُذَيْفَةَ رضی الله عنه اَنَّهُ قَالَ :اَخْبَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم :بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ .فَمَا مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا قَدْ سَاَلْتُهُ اِلَّا اَنِّي لَمْ اَسْاَلْهُ مَا يُخْرِجُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ .

(اخرجه مسلم فى الصحيح، كتاب :الفتن واشراط الساعة، باب إخبار النبى صلى الله عليه وآله وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، واحمد بن حنبل فى المسند، والحاكم فى المستدرك، والبزار فى المسند، والطيالسى فى المسند، وابن منده فى كتاب الإيمان، وإسناده صحيح، والمقرء فى السنن الواردة فى الفتن).

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قیامت تک رونما ہونے والی ہر ایک بات بتا دی اور کوئی ایسی بات نہ رہی جسے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا نہ ہو، البتہ میں نے یہ نہ پوچھا کہ اہلِ مدینہ کو کون سی چیز مدینہ سے نکالے گی؟

(٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ :اَتَانِي رَبِّي فِي اَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ :لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ .قَالَ :فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلَى؟ قُلْتُ :رَبِّي لَا اَدْرِي، فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْيَعْلَى .وَقَالَ اَبُوْعِيْسَى :هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

وفی روایة عنه :قَالَ :فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَتَلاَ :وَكَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ الانعام، 6: 75 . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

وفی روایة :عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی الله عنه قَالَ : فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ.(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ.وَقَالَ اَبُوْعِيْسَى :هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

وفی روایة :عَنْ اَبِي اُمَامَةَ رضی الله عنه قَالَ :فَعَلِمْتُ فِي مَقَامِي ذٰلِكَ مَا سَاَلَنِي عَنْهُ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ . رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالرُّوْيَانِيُّ).

وفی روایة :فَعَلِمْتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَبَصَرْتُهُ .رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

وفی روایة :عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی الله عنه قَالَ :فَمَا سَاَلَنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا عَلِمْتُهُ .(رَوَاهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ اَبِي عَاصِمٍ.إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب :تفسیر القرآن عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، باب :ومن سورة ص، والدارمی فی السنن، کتاب الرویا، باب :فی رویة الرب تعالی فی النوم، واحمد بن حنبل فی المسند، والطبرانی فی المعجم الکبیر، والرویانی فی المسند، وابویعلی فی المسند، و ابن ابی شیبة فی المصنف، والشیبانی فی الآحاد والمثانی، ، وعبد بن حمید فی المسند، وابن ابی عاصم فی السنة وغیرهم)

ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :(معراج کی رات) میرا رب میرے پاس (اپنی شان کے لائق) نہایت حسین صورت میں آیا اور فرمایا :یا محمد !میں نے عرض کیا :میرے پروردگار !میں حاضر ہوں بار بار حاضر ہوں۔فرمایا :عالمِ بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا :اے میرے پروردگار !میں نہیں جانتا۔پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔اور میں وہ سب کچھ جان گیا جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اور میں جان گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی :اور اسی طرح ہم ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی تمام بادشاہتیں (یعنی عجائباتِ خلق) دکھا رہے ہیں اور (یہ) اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائے۔(الانعام،75 : 6)۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اور مجھ پر ہر شے کی حقیقت ظاہر کر دی گئی جس سے میں نے (سب کچھ) جان لیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :پس مجھ سے دنیا وآخرت کے بارے میں کیئے جانے والے سوالات کے جوابات میں نے اسی مقام پر جان لئے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور میں نے دنیا وآخرت کی ہر ایک شے کی حقیقت جان بھی لی اور دیکھ بھی لی۔

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو میں نے اسے جان لیا۔ پس اس کے بعد کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھ سے کسی شے کے متعلق سوال کیا گیا ہو اور میں اسے جانتا نہ ہوں۔

(۷)عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ. اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم شَاوَرَ، حِیْنَ بَلَغَنَا إِقْبَالُ اَبِی سُفْیَانَ، وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رضی الله عنه فَقَالَ :وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ، لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِیْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا .وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا إِلَی بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا .قَالَ :فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم النَّاسَ، فَانْطَلَقُوْا حَتَّی نَزَلُوْا بَدْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم :هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ قَالَ :وَیَضَعُ یَدَهُ عَلَی الْاَرْضِ، هَاهُنَا وَهَاهُنَا .قَالَ :فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم .رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ.

:اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب :الجهاد والسیر، باب :غزوة بدر،ونحوه فی کتاب :الجنة وصفة نعیمها واهلها، باب :عرض مقعد المیت من الجنة او النار علیه وإثبات عذاب القبر والتعوذ منه، وابو داود فی السنن، کتاب :الجهاد، باب :فی الاسیر ینال منه ویضرب ویقرن، والنسائی فی السنن، کتاب :الجنائز، باب :ارواح المومنین، وفی السنن الکبری، وابن حبان فی الصحیح، واحمد بن حنبل فی المسند، والبزار فی المسند، وابن ابی شیبة فی المصنف، والطبرانی فی المعجم الاوسط، وفی المعجم الصغیر، وابو یعلی فی المسند، وابن الجوزی فی صفوة الصفوة، والخطیب التبریزی فی مشکاة المصابیح،

ترجمہ:۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے (قافلہ کی شام سے) آنے کی خبر پہنچی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا :(یا رسول اللہ!) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے !اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے ڈال دیں گے، اگر آپ ہمیں برک الغماد پہاڑ سے گھوڑوں کے سینے ٹکرانے کا حکم دیں تو ہم ایسا بھی کریں گے۔تب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بلایا لوگ آئے اور وادی بدر میں اُترے۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر اس جگہ اور کبھی اس جگہ دستِ اقدس رکھتے۔حضرت انس

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر (دوسرے دن) کوئی کافر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرّہ برابر بھی ادھر ادھر نہیں مرا۔

(۸) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَعَی زَیْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہم لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَاْتِیَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ :اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ، ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ، ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ .وَعَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللهِ، حَتّٰی فَتَحَ اللهُ عَلَیْهِمْ.

اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب :المغازی، باب : غزوة موته من ارض الشام، وفی کتاب :الجنائز، باب : الرجل ینعی إلی اهل المیت بنفسه، وفی کتاب : الجهاد، باب :تمنی الشهادة، وفی باب :من تامر فی الحرب من غیر إمرة إذا خاف العدو، وفی کتاب : المناقب، باب :علامات النبوة فی الإسلام، وفی کتاب :فضائل الصحابة، باب :مناقب خالد بن الولید رضی الله عنه، ونحوه النسائی فی السنن الکبری، واحمد بن حنبل فی المسند، والحاکم فی المستدرک، وقال : هَذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْإِسْنَادِ، والطبرانی فی المعجم الکبیر، وفی کتاب :الجهاد، باب :تمنی الشهادة، وفی باب :من تامر فی الحرب من غیر إمرة إذا خاف العدو، وفی کتاب :المناقب، باب :علامات النبوة فی الإسلام، وفی کتاب :فضائل الصحابة، باب :مناقب خالد بن الولید رضی الله عنه، ونحوه النسائی فی السنن الکبری، واحمد بن حنبل فی المسند، ، والحاکم فی المستدرک، وقال :هَذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْإِسْنَادِ، والطبرانی فی المعجم الکبیر، والخطیب التبریزی فی مشکاة المصابیح، کتاب :احوال القیامة وبداء الخلق، باب :فی المعجزات، الفصل الاول.

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے متعلق خبر آنے سے پہلے ہی ان کے شہید ہوجانے کے متعلق لوگوں کو بتادیا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اب جھنڈا زید نے سنبھالا ہوا ہے لیکن وہ شہید ہوگئے۔ اب جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور وہ بھی شہید ہوگئے۔ اب ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا ہے اور وہ بھی جام شہادت نوش کرگئے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مبارک اشک بار تھیں۔ (پھر فرمایا :) یہاں تک کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید) نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا فرمائی ہے۔

(۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی الله عنه قَالَ :إِنَّ رَجُلًا کَانَ یَکْتُبُ لِرَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ، وَلَحِقَ بِالْمُشْرِکِیْنَ، وَقَالَ :اَنَا اَعْلَمُکُمْ إِنْ کُنْتُ لَاَکْتُبُ مَا شِئْتُ فَمَاتَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وآله وسلم :إِنَّ الْاَرْضَ لَمْ تَقْبَلْهُ وَقَالَ اَنَسٌ :فَاَخْبَرَنِی اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهُ اَتَی الْاَرْضَ الَّتِی مَاتَ فِیْهَا

فَوَجَدَهُ مَنْبُوْذًا، فَقَال :مَا شَأنُ هَذَا؟ فَقَالُوْا :دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبِلْهُ الْاَرْضُ .رواه مسلم واحمد والفظ له والبيهقى.

اخرجه مسلم فى الصحيح، كتاب :صفات المنافقين واحكامهم، واحمد بن حنبل فى المسند، والبيهقى فى السنن الصغرى، وعبد بن حميد فى المسند، والخطيب التبريزى فى مشكاة المصابيح، وابو المحاسن فى معتصرا المختصر،

ترجمہ:۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کتابت کیا کرتا تھا وہ اسلام سے مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور کہنے لگا میں تم میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں میں آپ کے لئے جو چاہتا تھا لکھتا تھا سو وہ شخص جب مر گیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اسے زمین قبول نہیں کرے گی۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ اس زمین پر آئے جہاں وہ مرا تھا تو دیکھا اس کی لاش قبر سے باہر پڑی تھی۔پوچھا اس کا کیا حال ہے؟ تو لوگوں نے کہا :ہم نے اسے کئی بار دفن کیا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔

(۱۰)حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ مُنْذِرٍ ، حَدَّثَنَا أَشْيَاخٌ ، مِنَ التَّيْمِ ، قَالُوا :قَالَ أَبُو ذَرٍّ :لَقَدْ تَرَكَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا.

اخرجه الإمام أحمد بن حنبل فى المسند، كتاب مسند الانصار، باب :حديث المشايخ عن أبى بن كعب رضى الله تعالى عنه،

ترجمہ:۔حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رب سے ملاقات سے قبل (ہم سے تمام علوم کا ذکر فرمادیا) یہاں تک کہ آسمان کے درمیان اڑنے والے پرندے کے پر کی حرکت کا بھی ذکر فرمادیا۔

(۱۱) عن عبد الله بن عمرو بن العاصى قال :خرج علينا رسول الله صلى الله عليه و سلم وفى يده كتابان فقال أتدرون ما هذان الكتابان ؟ فقلنا لا يا رسول الله إلا أن تخبرنا فقال للذى فى يده اليمنى هذا كتاب من رب العالمين فيه أسماء أهل الجنة وأسماء أبائهم وقبائلهم ثم أجمل على آخرهم فلا يزاد فيهم ولا ينقص منهم أبدا.

اخرجه الترمذى فى السنن ، كتاب القدر،باب :ما جاء أن الله كتب كتابا لأهل الجنة وأهل النار،و احمد بن حنبل فى المسند، باب مسند عبدالله بن عمرو رضى الله تعالىٰ عنهما.

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاصی فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے ،ان کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں ،آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے یہ کتابیں کیسی ہیں؟ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ ہمیں اسی وقت معلوم ہوگا جب آپ خبر دیں گے ،تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کتاب جو میرے داہنے ہاتھ میں ہے یہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہے ،اس میں جنتیوں کے اسما

اوران کے والد اور قبیلے کا نام درج ہے اور آخر میں ان کا میزان بھی ہے، اس میں کمی بیشی نہ ہوگی۔

(۱۲) سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

فاشهد ان الله لارب غيره ،وانك مامون على كل غائب. المستدرك للحاكم ،كتاب معرفة الصحابة قصه اسلام سواد بن قارب۔

ترجمہ:۔(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع غیوب پر امین ہیں)

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا۔ گویا آپ نے ہمیں یہ بتا دیا کہ میرے تعلق سے علم غیب کے ہونے کا عقیدہ رکھنا قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔

یہی حدیث ابویعلی فی المعجم، باب الیاء میں۔اس لفظ کے ساتھ منقول ہے: فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ لا شَيْءَ غَيْرُهُ وَأَنَّكَ مَأْمُونٌ عَلَى كُلِّ غَائِبٍ.

اسی حدیث میں آگے ذکر ہے کہ :فَفَرِحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ بِمَقَالَتِي فَرَحًا شَدِيدًا ، حَتَّى رُئِيَ الْفَرَحُ فِي وُجُوهِهِمْ .

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام میری یہ بات سن کر اتنا زیادہ خوش ہوئے کہ ان کی فرحت ومسرت ان کے چہروں سے صاف عیاں ہو رہی تھی۔

آخری بات

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کی نسبت سے یہاں صرف بارہ حدیثیں لکھی گئیں ورنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت پر کتب احادیث میں کثرت سے احادیث مروی ہیں، اہل عقل ودانش کے لئے اتنا کافی ووافی اور شافی ہے۔اللہ رب العزت منکرین علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ عطا فرمائے اور ہم اہل سنت وجماعت کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جینے اور مرنے اور اسی پر بروز حشر اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جلسۂ تعزیت

یہ سن کر نہایت افسوس اور غم ہوا کہ شیخ الحدیث حضرت علامہ الحاج مفتی محمد حفیظ اللہ قادری اعظمی خلیفۂ حضور رفیق ملت (مفتی احسن المدارس رجبی روڈ کانپور) کا وصال پُر ملال ہوگیا ہے۔انا لله وانا اليه راجعون۔

یہ خبر کیا تھی ایک غم کا استعارہ تھی جسے سن کر کانپور کے اہل سنت میں غم واضطراب کی لہر دوڑ گئی، جگہ جگہ ایصال ثواب کی محفلیں منعقد ہونے لگیں۔مدرسہ ضیائے مصطفیٰ کانپور میں بھی جلسۂ تعزیت کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت حضرت قاری ابوسعید صاحب نے فرمائی۔راقم الحروف محمد تحسین رضا قادری نے حضرت مفتی صاحب کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا اس کے علاوہ دار العلوم کے دیگر اساتذہ نے بھی مفتی صاحب کے حوالے سے غم و اندوہ میں ڈوب کر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

رضا اسلامک مشن اناؤ کانپور

اہل قبلہ کا علمی تجزیہ

از:-مولانا رفیق احمد کولاری الہدوی النظامی، استاذ جامعہ دارالہدیٰ اسلامیہ کیرالا

اس پر آشوب دور میں اہل سنت و جماعت بہت ہی نازک اور روح فرسا دور سے گذر رہی ہے۔ آج خصوصی طور پر صلح کلیت کی وبائے عام کچے اذہان و افکار پر شکنجہ کس رہی ہے۔ حضور سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی خدمات کونشانہ تنقید بنایا جارہا ہے۔ اس ضمن میں سرکار کی وہ حدیث بتادینا مناسب سمجھتا ہوں کہ جس میں آقاﷺ فرماتے ہیں۔ لعن آخر هذه الامة اولها (سنن ترمذی) قیامت کی علامتوں میں سے ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ آخری امت پچھلی امت پر طعنہ کسے گی۔ آج یہی ہورہا ہے لوگوں کے ذہنوں کو مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم نے اسلام کے نور سے عاری کردیا ہے۔ آج ہر فرد چاہے وہ کسی بھی مکتب فکر کا حامل ہو اسے مسلمان اور مومن سمجھا جاتا ہے۔ لاکھ گستاخیاں کرے تب بھی وہ مسلمان ہے۔ اور دلیل کے طور پر یہ عبارت پیش کی جاتی ہے۔ لا نکفر احدا من اهل القبلة (کتب عقائد)

لوگوں نے اہل قبلہ ہر کس و ناکس کو سمجھ رکھا ہے۔ جو بظاہر قبلہ رخ ہوکر نماز پڑھے۔ لیکن یہ ان لوگوں کی کج فہمی اور دینی تعلیمات و اصطلاحات سے نادانی اور جہالت کی روشن دلیل ہے۔ آیئے اسی معرکۃ الآراء اصطلاح کلامی کا تجزیہ کرتے ہیں۔ میں سب سے پہلے قرآن، حدیث، کتب عقائد اور کتب فقہ اسلامی سے وضاحت کرونگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم (سورة توبه ٦٦) بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مسلمان ہوکر (کنزالایمان) اس آیت کریمہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں وبیاں ہے کہ عبادت وریاضت کی پابندی ایمان کا نام نہیں یہ ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے جو پنجگانہ نماز کے پابند تھے۔ پھر قرآن کہتا ہے تم کافر ہوچکے کیوں؟ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر وماهم بمؤمنين (سورة بقره ٨) اور کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ ایمان والے نہیں (کنزالایمان) اس آیت سے یہ بات اظہر من الشمس والامس ہے کہ زبانی اللہ اللہ اور ایمان بر آخرت کی رٹ لگانے والے مسلمان نہیں کیوں؟ تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبيين (سورة بقره ۱۷۷) اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو یہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر (کنزالایمان) اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر شافعی نقل کرتے ہیں۔ عن مجاهد عن ابی ذر انه سال رسول الله ﷺ ما الايمان؟ فتلا عليه (ليس البر ان تولوا وجوهكم ...الخ) حضرت مجاہد روایت کرتے

ہیں کہ حضرت ابوذر نے سرکار دوعالم ﷺ سے عرض کیا ایمان کیا ہے؟ تو آقائے دوجہاں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (تفسیر ابن کثیر) مذکورہ تینوں آیتوں کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالی نے یہ بتایا ہے کہ محض قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے یا زبانی اللہ اور رسول اللہ کی رٹ لگانے والے مسلمان نہیں۔ اور اہل قبلہ بھی نہیں بلکہ اصل اہل قبلہ وہ ہے جو ضروریات دین کا دل سے اقرار کرتے ہوئے اس پر عمل کرے اور جن جن لوگوں سے قرآن میں ایمان کی نفی کی ہے وہ ایسے لوگ تھے جو ضروریات دین کا انکار کرتے تھے آخر یہ ضروریات دین کیا ہیں اسکا اجمالی خاکہ قرآن کی لیس البر...الخ والی آیت نے پیش کیا۔ تفصیل کیلئے کتب تفاسیر کا مطالعہ کریں۔

اب ہم حدیث کی طرف آتے ہیں۔ اہل قبلہ والی یہ اصطلاح سرکار دوعالم ﷺ کی اس حدیث سے لی گئی ہے من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا وأکل ذبیحتنا فذاک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تحفزوا الله فی ذمته (بخاری باب فضل استقبال القبلة) جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔ جس کیلئے اللہ اور اسکے حبیب ﷺ کی ضمانت ہے پس اللہ کی ضمانت ضائع نہ کرو۔ یہی وہ حدیث ہے جس سے محدثین و متکلمین نے اہل قبلہ کی اصطلاح قائم کی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ فیه ان امور الناس محمولة علی الظاهر فمن اظهر شعار الدین اجریت علیه احکام اهله مالم یظهر منه خلاف ذلک (فتح الباری) یہ حدیث اس بات پر دال ہے کہ لوگوں کے معاملے ظاہر پر محمول کئے جائینگے جس نے دینی شعار کا اظہار کیا اس پر مسلمانوں کے احکام جاری ہونگے یہاں تک کہ اس کے خلاف عمل ظاہر نہ ہوا تھی۔

اب آیئے اس اہل قبلہ والی عبارت کو کتب عقیدہ سے ملاحظہ کرتے ہیں۔ علامہ لال کلائی فرماتے ہیں ولا نکفر اهل القبلة بذنوبهم ونکل اسرارهم الی الله عزوجل (اعتقاد اهل السنة) حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں ونری ان لا نکفر احدا من اهل القبلة بذنب یرتکبه (تبیین کذب المفتری) میر سید شریف الجرجانی فرماتے ہیں لا نکفر احدا من اهل القبلة (المواقف) علامہ ابن قدامہ المقدسی رقم طراز ہیں کہ ولا نکفر احدا من اهل القبلة بذنب ولا نخرجه عن الاسلام بعمل (لمعة الاعتقاد) علامہ ابوجعفر طحاوی رقم طراز ہیں لا نکفر احدا من اهل القبلة بذنب مالم یستحله (عقیدة الطحاوی) اسکے علاوہ اہل قبلہ والی یہ عبارت دیگر کتب میں بتغیر بعض الفاظ وارد ہے اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جمہور اہل سنت کا عقیدہ اور موقف یہ ہیکہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر کرنا درست نہیں لیکن یہاں ایک سوال ابھرتا ہے کہ آخر اہل قبلہ کون ہیں؟ جن کی تکفیر درست نہیں اور اس بات کی وضاحت کرنا مناسب سمجھتا ہوں تکفیر اہل قبلہ میں اشعری اور ماتریدی کے مابین ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں بعض نادان یہ سمجھتے ہیں کہ ماتریدی میں اہل قبلہ کی تکفیر درست اور اشعری میں درست نہیں ہے۔ حاشاللہ! یہ اتنا بڑا عظیم بہتان ہے کہ حقیقت سے کوئی اسکا دور کا بھی تعلق نہیں تو آیئے دیکھتے ہیں اہل قبلہ کون ہیں؟ علامہ تفتازانی اہل قبلہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اهل القبلة معناه الذین اتفقوا علی ماهو من

ضروریات الاسلام واختلفوا فی اصول سواها الا فلا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات بصدور شئ من موجبات الکفر عنه (شرح المقاصد) یعنی اہل قبلہ کا یہ معنی ہے کہ جو تمام ضروریات دین کو مانتا ہو اور ان کے سوا بعض اصول میں اختلاف رکھتا ہو ورنہ اس میں کچھ خلاف نہیں کہ جس اہل قبلہ سے کوئی موجب کفر صادر ہو وہ کافر ہے اگر چہ تمام عبادتوں میں زندگی بھر مداومت کرے۔ علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رقم طراز ہیں ان اهل القبلة هم الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الدین فمن واظب علی الطاعة مع عدم اعتقاد ضروریات الدین لا یکون من اهل القبلة(حاشیه خیالی علی شرح العقائد) اہل قبلہ وہ ہے جو تمام ضروریات دین پر اتفاق رکھتا ہو، جو ظاہری عبادت کی پابندی کرے لیکن ضروریات دین کو نہ مانتا ہو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں، علامہ عبدالعزیز فرہاری لکھتے ہیں ان من انکر بعض ضروریات الدین فلیس من اهل القبلة(نبراس علی شرح العقائد) جو ضروریات دین میں سے کسی کا بھی انکار کرے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ ملا علی قاری رقم طراز ہیں لا یخفی ان المراد بقول علمائنا لا تجوز تکفیر اهل القبلة بذنب لیس مجرد التوجه الی القبلة فان الغلاة من الروافض وان صلوا الی القبلة لیسوا بمؤمنین(منح الروض الازهر شرح الفقه الاکبر) یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہمارے علماء کرام کا قول اہل قبلہ کی تکفیر درست نہیں سے مراد محض قبلہ کی طرف رخ کرنا نہیں کیونکہ غالی روافض لاکھ قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھ

لیں وہ مؤمن نہیں۔ میر سید شریف الجرجانی اسی بات کو دیگر الفاظ میں یوں کہتے ہیں بل التحقیق ان المراد باهل القبلة فی هذه القاعدة هم الذین لا ینکرون ضروریات الدین لا من یوجه وجهه الی القبلة فی الصلاة قال الله تعالی (لیس البر ان تولوا الی آخر الآیة) فمن انکر ضروریات الدین لم یبق من اهل القبلة (المواقف علامہ محمود شکری آلوسی فرماتے ہیں وعن سائر ائمة اهل السنة عدم تکفیر اهل القبلة مالم یثبت عنهم انکار ما علم ضرورة انه من الدین والا فیحکم علیهم بالکفر علی ما صرح به الامام الرافعی وهو الاصح (صب العذاب علی من سب الاصحاب) اہل قبلہ کی تکفیر اس وقت درست نہیں جب تک ضروریات دین کا انکار ثابت نہ ہو اگر انکار ثابت ہو گیا تو ان پر اہل قبلہ کا اطلاق بھی نہیں ہوگا مزید برآں کہ کفر کا حکم لگایا جائیگا جیسا کہ علامہ رافعی نے صراحت کی اور یہی صحیح ہے۔ شوافع میں سے علامہ سبکی اہل قبلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں اما من خرج ببدعته عن اهل القبلة کمنکری حدوث العالم والبعث والحشر للاجسام فلا نزاع فی کفرهم لانکارهم بعض ما علم مجئ الرسول به ضرورة (شرح جمع الجوامع) علامہ شیخ الاسلام زکریا الانصاری شافعی فرماتے ہیں ومنکری حدوث العالم والبعث والحشر فلا تقبل شهادتهم للکفر لانکارهم ما علم مجئ الرسول به ضرورة (اسنی المطالب فی شرح روض الطالب) علامہ ماوردی فرماتے ہیں من نکفر ببدعته کمنکری حدوث العالم والبعث ...

لانکارھم علی ما علم مجیٔ الرسول به ضرورة فلا تقبل شھادتھم (الاقناع فی فقه الشافعی) علامہ سلیمان البجیرمی فرماتے ہیں (قوله لا نکفره) ای ببدعته خرج من نکفره ببدعته کالمجسمة ومنکری البعث لانکارھم ما علم مجیٔ الرسول به ضرورة فلا یجوز الاقتدا به لکفره (حاشیه البجیرمی علی المنهاج) علامہ نووی فرماتے ہیں وان من جھد ما یعلم من دین الاسلام ضرورة حکم بردته وکفره (شرح المسلم للنووی) حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: واعلم ان التردد فی المعلوم من الدین بالضرورة کالانکار (الفتاوی الحدیثیة) علامہ حسن العطار خامہ فرسائی فرماتے ہیں کہ أما من خرج ببدعته من اهل القبلة کمنکر حدوث العالم فلا نزاع فی کفرھم لانکارھم بعض من علم مجیٔ الرسول به ضرورة (حاشیة العطار علی جمع الجوامع) حافظ عبدالرحمٰن باعلوی فرماتے ہیں کہ الائمة المبتدعة ان کانوا من المحکوم بکفرھم لانکارھم ما علم مجیٔ الرسول به ضرورة کمنکری حدوث العالم فلا خلاف فی عدم صحة صلاتھم والاقتداء بھم (بغیة المسترشدین) ان تمام ائمۂ شوافع کی عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ضروریات دین کا انکار کرنے والا اہل قبلہ میں سے نہیں اور منکر ضروریات دین کے کفر میں کسی کا نزاع نہیں مزے کی بات یہ ہے کہ خاتم المحققین حافظ ابن حجر مکی شافعی فرماتے ہیں انکار تو دور ضروریات دین میں تردد بھی اہل قبلہ سے خارج کرنے کے لئے کافی ہے۔

ایمان کے تعریف کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ: الایمان وھو تصدیق محمد النبی ﷺ فی جمیع ما جاء به من الله تعالی مما علم مجیئه ضرورة (رد المختار) ۔ایمان کا مطلب سرکار دوعالم کی تصدیق ان اتمام امور میں جو ضروریات دین میں سے ہے۔ حافظ بدرالدین العینی ایمان کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں الایمان تصدیق الرسول فی کل ما علم مجیئه به بالضرورة تصدیقا جازما مطلقا ای سواء کان لدلیل او لا (عمدة القاری علی صحیح البخاری) علامہ ابن نجیم المصری الحنفی فرماتے ہیں کہ الایمان تصدیق سیدنا محمد ﷺ فی جمیع ما جاء به من الدین ضرورة (الاشباہ والنظائر) یعنی ایمان ضروریات دین کے اقرار کا نام ہے۔کفر کی تعریف کرتے ہوئے علامہ شمس الدین رملی شافعی فرماتے ہیں: ان الکفر انکار ما علم مجیئی الرسول به ضرورة (نھایة المحتاج الی شرح المنھاج) ۔میر سید شریف جرجانی فرماتے ہیں: المقصد الثالث فی الکفر وھو خلاف الایمان فھو عندنا عدم تصدیق الرسول فی بعض ما علم مجیئه ضرورة (المواقف) علامہ محمد الحسنی رقم طراز ہیں کہ الکفر ھو جحد الضروریات من الدین او تاویلھا (ایثار الحق علی الخلق) مزید علامہ ابن نجیم المصری الحنفی لکھتے ہیں کہ الکفر تکذیب محمد ﷺ فی شیئ مما جاء من الدین بالضرورة (الاشباہ والنظائر) امام صرصری ارشاد فرماتے ہیں کہ والاشبه ان الکفر انکار ما علم کونه من الدین ضرورة فلا یکفر احد بانکار ما سوی ذلک من مسائل الفروع (شرح

مختصر الروضة) یعنی کفر ضروریات دین کے انکار کا نام ہے۔
اب میں اس دعوے کی مزید وضاحت وصراحت کے لئے ائمہ احناف کی چند مستند کتابوں کا حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امام محمد فرماتے ہیں من انکر شیئا من شرائع الاسلام فقد ابطل قول لااله الا الله (السیر الکبیر) جس نے ضروریات اسلام کا انکار کیا۔ اس نے اقرار توحید کو باطل کیا۔ علامہ ابن النجیم مصری لکھتے ہیں وفی جمع الجوامع وشرحه ولا نکفر من اهل القبلة ببدعته کمنکری صفات الله تعالی وخلقه افضل عباده وجواز رؤیته یوم القیامة ومن کفرهم اما من خرج ببدعةمن اهل القبلة کمنکری حدوث العالم والبعث والحشر للأجسام والعلم بالجزئیات فلا نزاع فی کفرهم لانکارهم بعض ماعلم مجئی الرسول به ضرورة (البحر الرائق) یعنی اپنے کفریات کے سبب جو اہل قبلہ سے خارج ہوگیا اسکے کفر میں کسی کا انکار نہیں کیونکہ اس نے ضروریات دین کا انکار کردیا۔

علامہ ابن ہمام الحنفی معتزلہ کے بابت رقم طراز ہیں واما المعتزلة فمتقتضی الوجه حل مناکحتهم لان الحق عدم تکفیر اهل القبلة وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدین مثل القائل بقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات علی ما صرح به المحققون (شرح فتح القدیر) معتزلہ کی تکفیر میں علمائے کرام کا شدید اختلاف ہے۔ بخلاف اسکے جو قواطع اسلام کا انکار کرے اسکے کفر میں کسی کا اختلاف نہیں۔ علامہ شیخ زادہ کی مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحر کے بھی عبارت کچھ یوں ہی ہیں۔ فرماتے ہیں لا تجوز المناکحة بین اهل السنة والاعتزال لأنه کافر عندناولکن الحق عدم تکفیر اهل القبلة وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة کونها من الدین مثل القائل بقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات علی ما صرح به المحققون (مجمع الانهر) اور یہی عبارت ہو بہو علامہ ابن العابدین الشامی نے بھی اپنی معرکہ آراء کتاب حاشیہ ردالمحتار میں بھی بیان کی ہے۔ ان تمام دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اہل قبلہ سے مراد محض قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے والے نہیں بلکہ تمام ضروریات دین کو صدق دل سے ماننے اور عمل کرنے والے کو کہتے ہیں لہٰذا ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کردے تو اہل قبلہ سے خارج ہے۔ اب اسکی تکفیر اہل قبلہ کی تکفیر نہیں۔

اب میں ضروریات دین کیا ہیں؟ بیان کرنا چاہونگا علامہ امیر بادشاہ الحنفی ضروریات دین کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وهو ما یعرف الخواص والعوام من غیر قبول للتشکیک کالتوحیدوالرسالة ووجوب الصلاة والصوم والزکاة والحج (یکفر) منکره (تیسیر التحریر لامیر بادشاه) یعنی ضروریات دین وہ ہیں جن کو خواص وعوام بغیر کسی شکوک وشبہات کے جانتے ہوں۔ علامہ عبدالعزیز فرہاری لکھتے ہیں ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهر فمن انکر شیئا من ضروریات لم یکن من اهل القبلة ولو کان مجاهدا فی الطاعات (نبراس) ۔ضروریات دین وہ امور ہیں

جن کا ثبوت شریعت مطہرہ سے ہو اور وہ مشہور بھی ہوں ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کردے وہ اہل قبلہ سے خارج ہے چاہے عبادت وریاضت میں سرگرداں ہی کیوں نہ ہو۔ علامہ ابن عابدین الشامی ضروریات دین کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وصرح ایضا بان ماکان من ضروریات الدین وھو مایعرف الخواص والعوام انه من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرسالة والصلوات الخمس واخواتها .... ھذا ما ظھر لی والله اعلم (رد المحتار) ضروریات دین وہ ہیں جس کو عوام وخواص جانتے ہوں کہ وہ دین کا حصہ ہیں ان کا منکر کافر ہے۔ اور ضروریات دین کی تفصیل کرتے ہوئے حافظ ابن حجر مکی اپنے فتاوی الحدیثیة میں فی مطلب اصول الدین کی فصل میں سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے نقل نہیں کررہے ہیں۔ تفصیل کیلئے فتاوی حدیثیة کا مطالعہ کریں۔ ہم نے اختصاراً اپنی کم بضاعتی کے باوجود کتب فقہ وعلم الکلام کے ذریعہ یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل قبلہ وہ ہیں جو تمام ضروریات دین کا اقرار کریں اور اس پر عمل پیرا بھی ہوں۔ اہل قبلہ کی اصطلاح بخاری کی وہ حدیث من صلی صلاتنا سے لی گئی ہے جیسا کہ دیوبندیوں کے محدث مولوی انور شاہ کشمیری رقم طراز ہیں قوله من صلی صلاتنا واخذ من نحو ھذہ الاحادیث لقب اھل القبلة لاھل الاسلام (فیض الباری) اور اہل سنت کا یہ جو قاعدہ ہے جیسے کہ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں ومن قواعد اھل السنة والجماعة ان لا یکفر احدا من اھل القبلة (شرح العقائد) مندرجہ ذیل حدیث سے لیا گیا ہے۔ عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لااله الاالله ولا نکفره بذنب ولا نخرجه من الاسلام بعمل (سنن داؤد، الحدیث ۲۵۳۴) سرکار دوعالم ﷺ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اصل ایمان ہیں پہلا کلمہ گو سے اپنا کف لسان کریں، کسی گناہ کی بناپر اسے کافر نہ کہیں اور کسی عمل سے اسے اسلام سے خارج نہ کریں۔ اور ائمہ نے جو بیان کیا کہ ضروریات دین کے منکر ومخالف اہل قبلہ سے خارج ہیں اس کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے وان لا تنازع الامر أھله الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من الله فیه برھان (بخاری رقم الحدیث ۶۵۳۲) سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اور نہ ہم اہل ایمان سے ان کے معاملے میں جھگڑینگے مگر جب تم ان سے ظاہری کفر دیکھو جس پر اللہ کی دلیل بھی قائم ہو تو انکی گرفت کرینگے۔ دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں خوارج کی سلسلے میں حضرت ابوامامۃ روایت فرماتے ہیں شر قتلی قتلوا تحت ادیم السماء وخیر قتیل من قتلوا کلاب اھل النار کلاب اھل النار قد کانوا ھؤلاء مسلمین فصاروا کفارا قلت یا أبا امامة ھذا الشئی تقوله قال بل سمعته من رسول الله ﷺ (سنن ابن ماجة رقم الحدیث ۱۷۶) حضرت ابوامامۃ فرماتے ہیں خوارج زمین کے ماتحت قتل کئے جانے والوں میں بہت برے ہیں اور انہیں جس نے قتل کیا وہ اہل خیر میں سے ہے۔ وہ جہنم کے کتے ہیں (خوارج) وہ جہنم کے کتے ہیں بیشک وہ مسلمان تھے پھر وہ کفار ہوگئے، راوی حضرت ابو غالب عرض کرتے ہیں اے ابوامامۃ کیا آپ یہ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں

کہانہیں بلکہ میں نے سرکار دوعالم ﷺ کو یوں کہتے ہوئے سنا۔

مذکورہ بالا تمام دلائل اس بات پر روشن دلیل ہیں کہ محض زبان سے اللہ اور اللہ کے حبیب کی محبت واطاعت کے جھوٹے دعوے کرنا اور قبلہ رخ کر کے نماز پڑھ لینے سے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں اور نہ ہی وہ مسلمان ہیں، انکے بارے میں قرآن کہتا ہے من الذین قالوا آمنا بالله بأفواهھم ولم تؤمن قلوبھم (المائدة ۴۱) کچھ ایسے بھی ہیں وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور انکے دل مسلمان نہیں (کنزالایمان) اب سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ اوران کی موافقت میں سیکڑوں علمائے عرب وعجم نے جن خبثاء کے متعلق کفر کا فتوی صادر فرمایا تھا وہ نہ ہی مسلمان تھے اور نہ ہی اہل قبلہ میں سے، وہ اپنے کفریات کی وجہ سے ایمان واسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کافی تحقیق وتدقیق کے بعد انہیں ان کی خاص شیطانی شکل میں دنیا والوں کے سامنے پیش کیا۔ یہ وہ بد بخت لوگ ہیں کہ جنہوں نے نہ صرف رسالت مآب ﷺ کے ناموس اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی بلکہ زندگی کے ہر لمحات سرکار کی تنقیص واستخفاف میں صرف کر دیئے، یہاں تک کہ ذات الوہیت کو بھی نہ بخشا، اسے بھی داغدار کرنے کی منحوس کوشش کی لیکن انکی کوششوں پر علمائے اہل سنت نے پانی پھیر دیا اوران کی ایسی سرکوبی کی کہ آج بھی انکی نسل کے کسی بچے کو یہ ہمت نہیں کہ ان کے ردّ وابطال کا جواب لکھ سکے۔ حاشا اللہ! امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان بدبختوں نے عاجز ہو کر مکفر المسلمین کا جھوٹا لیبل لگایا اور اپنی خرافات بھری کتابوں کے ذریعے پوری امت مسلمہ کو شرک وبدعت کی کھائی میں ڈھکیل دیا۔ ایسے ہی لوگوں کی سزا بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں وکذا نقطع بکفر کل من قال قولا یتوصل به الی تضلیل الامة او تکفیر الصحابة (فتح الباری) اور یوں ہی ہم ان تمام لوگوں کے کفر کا قطعی فیصلہ کرتے ہیں جو ایسا قول کہے جس کی وجہ سے پوری امت گمراہ قرار پائے اور یا یہ بد بخت صحابہ کرام کی تکفیر کریں۔ انشاء اللہ العزیز اگر حبیب ﷺ کا کرم رہا تو مکفر المسلمین کون؟ کے عنوان سے فقیر اپنی تحقیق پیش کرے گا۔ اب میں ان نام نہاد دانشوروں کو دعوت فکر دینا چاہتا ہوں جو ان خبثائے اربعہ (قاسم نانوتوی، اشرفعلی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی) کو اہل قبلہ جانتے اور مانتے ہیں کہ یہ لوگ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ ان دلائل پر غور کریں اور اپنے موقف بدلنے کی کوشش کریں۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

خانقاہ شریف ملت میں جلسۂ میلاد النبی

۲۵ رفروری ۲۰۱۵ء بروز بدھ اور جمعرات خانقاہ شریف رضا نگر نیا محلّہ سیہوری ضلع جبلپور ایم پی میں عظیم الشان جشن عید میلاد النبی کا انعقاد ہوا جس کی سرپرستی شہزادۂ حضور برہان ملت حضرت علامہ مفتی محمد محمود احمد صاحب قبلہ نے اور صدارت خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند شریف ملت حضرت مولانا مفتی محمد شریف احمد مفتی اعظم سیہودہ شریف نے فرمائی۔

از:- محمد یوسف رضا رضوی شریفی، جبل پور ایم پی۔

جامع الشواہد پر علی میاں ندوی کا اعتراض اور اس کا مسکت جواب

سیدنا علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی کتاب جامع الشواہد پر صاحب نزہۃ الخواطر علی میاں ندوی کی تنقید اور اساطین دیابنہ کی تحریروں سے اس کا جواب دیتی ایک تحقیقی تحریر

از:- میثم عباس قادری رضوی، پاکستان

حضرت علامہ مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت کے خاص احباب میں سے تھے۔ آپ کی علمی عظمت وشان، امامِ اہلِ سنت مجددِ دین ملت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی کی بارگاہ میں آپ کے مقام اور حالاتِ زندگی کے لیے ''تذکرہ محدث سورتی'' (مؤلف خواجہ رضی حیدر) ملاحظہ فرمائیں جو کہ پاکستان میں ''سورتی اکیڈمی، ۲ڈی۔۵/۱۶ ناظم آباد نمبر ۲، کراچی'' سے ۱۹۸۱ء میں اور ہندوستان سے اپریل ۲۰۱۰ء کو ''رضا اکیڈمی، ۵۲، ڈونٹا اسٹریٹ، کھڑک بمبئی'' سے (۳۳۲ صفحات میں) شائع ہو چکی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مقلدین کے عقائد واعمال کے متعلق ایک سوال کا نہایت شاندار اور مدلل جواب ''جامع الشواہد'' کے نام سے تحریر فرمایا، جو ہندوستان بھر میں نہایت مقبول ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت محدث سورتی نے ''اَنفَعُ الشَّوَاھِدُ لمن یَخرُجِ الوَھَابِیِّین عَنِ المَسَاجِدُ'' کے نام سے ایک مختصر فتویٰ بھی تحریر فرمایا جس پر سیدی امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت محسنِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمیت دیگر علما کی تصدیقات موجود ہیں (راقم کے پاس اس کا ''کتب خانۂ اہلِ سنت، پیلی بھیت'' کا شائع کردہ نسخہ موجود ہے) ''جامع الشواہد'' کی علمائے اہلِ سنت کے علاوہ (بقول غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری ان کے ہم مخرج) دیوبندی علماء نے بھی تصدیقات کیں۔

''جامع الشواہد'' پر دیوبندی مؤلف کا اعتراض:

مولوی عبدالحی حسنی دیوبندی صاحب نے ''نزہۃ الخواطر'' کے نام سے کتاب لکھنا شروع کی، جس کی وہ تکمیل نہ کر سکے، بعد میں اس کتاب کو مولوی ابو الحسن علی ندوی دیوبندی صاحب نے مکمل کیا، اس کتاب کے دیوبندی مؤلف ''جامع الشواہد'' کی بناء پر حضرت محدثِ سورتی سے بہت خفا ہیں اور یوں لکھتے ہیں:

''یہ ان فقہاء میں سے ہیں جو نصوصِ حدیث پر عمل کرنے والوں (غیر مقلدین وہابیہ وغیرہم سے)

سے متعصب ہوتے اور ان لوگوں کو سخت برا بھلا کہتے۔ ان ہی لوگوں کی کتابوں سے مختلف اقوال جمع کر کے ان تمام اقوال کو ان کا مذہب بنا دیا اور ان اقوال کو ایسے معانی پر محمول کیا کہ ان کے کہنے والوں کو کافر کہا جاسکے، اس لیے ہر اس شخص کو کافر کہا جو اس پر عمل کرتا اور جیسی حدیث پر اعتماد رکھتا ہے۔ بالآخر ان لوگوں کو اپنی مسجدوں سے نکالنے کا فتویٰ دے دیا اور اس کی پوری کوشش کرنے لگے کہ جس طرح ممکن ہو سکے فقہاء کی بھی مہریں ان باتوں پر لگائی جاسکیں اور ان فقہاء کی مہروں کا نام عربی میں رکھا ''جامع الشواھدلاخراج غیر المقلدین من المساجد'' (یعنی مسجدوں سے ان تمام غیر مقلدوں کے نکالنے کی دلیلوں کے لیے جامع قول) اس مسئلہ میں لوگوں کی دلیلیں اور مہریں بے حد و حساب تھیں۔''

(نزہۃ الخواطر جلد ہشتم ترجمہ بنام چودھویں صدی کے علمائے برصغیر صفحہ 644 دارالاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

دیوبندی اعتراض کا مدلل جواب:

جواب کا حصہ اوّل، جس میں دیوبندی علماء سے ''جامع الشواہد'' کی توثیق ثابت کی گئی ہے:

قارئین! ''نزہۃ الخواطر'' کے دیوبندی مؤلف کا اقتباس آپ نے ملاحظہ کیا جس میں انہوں نے (بقول مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد ان کے ''ہم مخرج'' اور بقول مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی ان کے ''ہم عقیدہ'') غیر مقلد حضرات کی تردید پر مشتمل حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی کی کتاب ''جامع الشواہد'' سے ناراضگی کا اظہار کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا محدث سورتی ''نصوصِ حدیث پر عمل کرنے والے (غیر مقلد وہابی) حضرات سے تعصب رکھتے اور ان کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے ان (غیر مقلد وہابی حضرات) کی کتب سے مختلف اقوال جمع کر کے ان کو غیر مقلدین کا مذہب بنا دیا اور ان کو معانیٔ کفریہ پر محمول کیا۔''

دیوبندی مؤلف نے حسبِ عادت تعصب کی بنا پر اعتراض تو کر دیا، لیکن یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ ''جامع الشواہد'' کی تصدیق و تائید اکابرِ دیوبند بھی کر چکے ہیں اور یہ تصدیقات ''جامع الشواہد'' کے ساتھ شائع بھی ہو چکی ہیں اس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

''جامع الشواہد'' میں غیر مقلدین کی کتب سے پیش کیے گئے حوالہ جات درست ہیں: مولوی رشید گنگوہی دیوبندی

۱۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب کی دیوبندی فرقہ کے نزدیک مستند سوانح ''تذکرۃ الرشید'' میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی صاحب نے ''جامع الشواہد'' کے متعلق کیے گئے ایک اعتراض کا گنگوہی صاحب کی طرف سے دیا گیا جواب

نقل کیا ہے: ذیل میں ''تذکرۃ الرشید'' میں نقل کیا گیا اعتراض ملاحظہ کریں:

''زید اپنے آپ کو حنفی بتاتا ہے مگر مولوی نذیر حسین دہلوی کا مداح ہے اور آمد ورفت بھی رکھتا ہے یوں کہتا ہے کہ ''جامع الشواہد'' میں جو عقائد غیر مقلدین کے درج ہیں وہ غلط ہیں صاحبِ ''جامع'' نے غیر مقلدوں پر تہمت کی ہے''۔ (تذکرۃ الرشید جلد 1 صفحہ 178 مطبوعہ اسلامیات 190 انار کلی ،لاہور) قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ قریباً وہی اعتراض ہے جو صاحبِ ''نزہۃ الخواطر'' نے ''جامع الشواہد'' کے متعلق کیا ہے کہ ''جامع الشواہد'' میں غیر مقلدین کے اقوال کو زبردستی کفریہ معانی پہنا کر ان کو کافر کہا گیا ہے یہاں بھی یہی اعتراض ہے جس کا جواب دیتے ہوئے مولوی رشید گنگوہی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''غیب کی بات تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر اصل حال یہ ہے کہ اس زمانہ میں غیر مقلد تقیہ کر کے اکثر اپنے آپ کو حنفی کہہ دیتے ہیں اور واقع میں حنفیہ کو مشرک بتلاتے ہیں۔ خود مولوی نذیر حسین نے مکہ معظمہ میں غیر مقلد ہونے سے تبرّیٰ اور حلف کیا اور حنفی اپنے آپ کو بتلایا اور ہندوستان میں وہ ہر روز سخت غیر مقلد تھے اور اب بھی وہ ویسے ہی ہیں سو جب امام کا یہ حال تو اُن کے مقتدی کیسے کچھ ہوں گے اور مولوی نذیر حسین کا حنفیوں کو بدتر از ہنود کہنا معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے اور خود مخلص شاگرد اُن کے تقلیدِ شخصی کو شرک بتاتے ہیں تو یہ شخص مداح اُن کا کس طرح حنفی ہوسکتا ہے اور یہ دعویٰ اُس کا قابلِ قبول نہیں بظاہر حال۔ اور ''جامع الشواہد'' سے لاریب دوسرے غیر مقلدین بھی تبرّیٰ کہتے ہیں مگر جس جس رسائل سے صاحبِ ''جامع الشوہد'' نے نقل کیا ہے اُس میں ہرگز تحریف نہیں چند موقع سے بندہ نے بھی مطالعہ کر دیکھی ہے اور یہ عقائد بعض معتبروں کی زبانی دریافت ہوئے اور وہ خود اقرار کرتے ہیں پس یہ قول اس کا قابلِ طمانیت نہیں۔''

(تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۱۷۸،۱۷۹ مطبوعہ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی، لاہور)

قارئین! آپ نے ''جامع الشواہد'' کے متعلق گنگوہی صاحب کے الفاظ ملاحظہ کیے جن میں وہ ''جامع الشواہد'' میں درج حوالہ جات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''یہ عقائد غیر مقلدین کے بعض معتبروں کی زبانی دریافت ہوئے اور وہ اس کا اقرار کرتے ہیں پس یہ قول اس کا قابلِ طمانیت نہیں'' لہٰذا ''جامع الشواہد'' کے متعلق دیوبندی فرقہ کے مزعومہ ''امام'' اور ''فقیہ النفس'' کے اس اعتراف کے باوجود صاحبِ ''نزہۃ الخواطر'' کا ''جامع الشواہد'' میں درج غیر مقلدین کے عقائد واعمال کے متعلق یہ کہنا کہ ''ان اقوال کو ایسے معانی پر محمول کیا کہ ان کے کہنے والوں کو کافر کہا جا سکے اس لیے ہر اس شخص کو کافر کہا جو اس پر عمل کرتا اور جیسی حدیث پر اعتماد رکھتا ہے بالآخر ان لوگوں کو اپنی مسجدوں سے نکالنے کا فتویٰ دے دیا''، ہم اہلسنت کے ساتھ

تعصب اور غیر مقلدین سے محبت کی عکاسی کرتا ہے

دیوبندی حضرات سے ایک زبردست مطالبہ:

''جامع الشواہد'' کے متعلق ان سطور سے انہوں نے اپنے تئیں تو حضرت محدث سورتی کی تردید کی ہے لیکن اس کی زد میں ان کے گنگوہی صاحب بھی آگئے جو''جامع الشواہد'' کے تصدیق کنندہ ہیں اور دیوبندی مذہب کے مُطابق گنگوہی صاحب کا مخالف ہدایت ونجات سے دور ہے۔ ''تذکرۃ الرشید''میں گنگوہی صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ''آپ نے کئی مرتبہ بحثیت تبلیغ الفاظ زبانِ فیض ترجمان سے فرمائے''سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔'' (تذکرۃ الرشید جلد 2 صفحہ 17 مطبوعہ ادارہ اسلامیات 190 انارکلی، لاہور)

اب دیوبندی حضرات ''نزہۃ الخواطر'' کے مصنف کو درست کہیں تو گنگوہی صاحب غلط قرار پاتے ہیں اور اگر گنگوہی صاحب کو درست کہیں تو مصنف ''نزہۃ الخواطر'' گنگوہی صاحب کے مخالف ہوکر ہدایت ونجات سے دُور ہوتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں سے دیوبندی حضرات کو کون سی صورت قابل قبول ہے اس کا فیصلہ ان پر ہے۔لیکن جو بھی فیصلہ کریں اس کی اطلاع ہمیں ضرور کردی جائے تاکہ ہم بھی اس فیصلہ پر مطلع ہوسکیں۔

فتویٰ ''جامع الشواہد'' پر چودہ دیوبندی علماء کی تصدیقات ہیں:

۲۔ مصنفِ ''نزہۃ الخواطر'' نے ''جامع الشواہد'' پر اعتراض تو کردیا لیکن خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ حقیقت بیان نہیں کی کہ اس پر چودہ ۱۴ دیوبندی علماء کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی دیوبندی صاحب ''جامع الشواہد'' کی تصدیق کرتے ہوئے اپنی تصدیق میں:

(۱) لہسن کھانے والے کو مسجد آنے سے ممانعت

(۲) حضرت عمر کا ایک مجذوبہ کو طوافِ کعبہ سے روکنا

(۳) حضرت علی کا ایک واعظ کو مسجد سے اس لئے نکالنا کہ اسے ناسخ ومنسوخ کا علم نہ تھا (یہ تین نکات) بیان کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں:

''پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امورِ مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدوں کو جو جامع امورِ مذکورہ کے ہیں نکالنا بطریقِ اولیٰ درست ہوا اور بسبب لحوق مرضِ باطنی کے جو جذام سے بڑھ کر ہے اور مساجد میں اس کے آنے سے فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے اور خدائے تعالیٰ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا، کما قال اللہ تعالیٰ: وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ'' باقی تحقیق اس رسالے کی رسالہ''انتظام

المساجد باخراج اھل الفتن والمفاسد ''میں جواس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے۔ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ الراقم خادم العلماء محمد حبیب الرحمٰن لدھیانوی''

(جامع الشواہد مشمولہ کتاب غیر مقلدین کے متعلق عرب وعجم کے فتوے صفحہ 35،36 مطبوعہ نعمان اکیڈمی، مکی مسجد بخاری روڈ ڈیوڑھا پھاٹک، گوجرانوالہ، ایضاً، جامع الشواہد مشمولہ کتاب ''شرعی فیصلے'' صفحہ 476،475 مطبوعہ مجلس تحفظ حدیث وفقہ، جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑپکا)

مولوی حبیب الرحمان لدھیانوی دیوبندی صاحب کی اس تصدیق پر مولوی الٰہی بخش، مولوی حیدر علی، مولوی عبدالرحمٰن اور معین الاسلام صاحبان کے تائیدی دستخط موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مولوی یعقوب نانوتوی دیوبندی صاحب کی تحریر بھی درج ہے جس میں وہ غیر مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں ''عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور اہل سنت ہیں تو بدعتی ہونا ان کا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور بُرا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہے تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے میں ان کے احتیاط لازم ہے جیسے روافض اور خوارج کے ساتھ احتیاط چاہئے حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنه القوی''۔

اس تحریر کے ساتھ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی، مولوی ابوالخیرات سید احمد دیوبندی، مولوی محمود حسن دیوبندی، مولوی محمد محمود دیوبندی، مولوی غلام رسول دیوبندی، مولوی مظاہر الحق دیوبندی، مولوی محمد حسن دیوبندی، مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی صاحبان کے تائیدی دستخط موجود ہیں۔

(جامع الشواہد مشمولہ کتاب ''غیر مقلدین کے خلاف عرب وعجم کے فتوے'' صفحہ 36، 35 مطبوعہ نعمان اکیڈمی، مکی مسجد بخاری روڈ ڈیوڑھا پھاٹک، گوجرانوالہ، ایضاً کتاب ''شرعی فیصلے'' صفحہ 476 مرتب مولوی منیر اختر دیوبندی مطبوعہ مجلس تحفظ حدیث وفقہ، جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑپکا) گنگوہی صاحب کی تصدیق شامل کر کے یہ کل چودہ دیوبندی علماء ہیں جنہوں نے ''جامع الشواہد'' کی بھرپور تائید وتصدیق کی ہے۔

اب مؤلف ''نزہۃ الخواطر'' اور ان کے حامی ''جامع الشواہد'' کی تائید وتوثیق کرنے والے اپنے مذکورہ بالا اکابر دیوبند کے بارے میں بھی یہی کہیں گے جو ''جامع الشواہد'' کے بارے میں کہا ہے؟ یا حسبِ معمول اپنوں کے متعلق زبان بند رکھی جائے گی؟ اگر ''جامع الشواہد'' کے دیوبندی مصدقین کے بارے میں زبان بند رکھی جائے گی تو اس سے آپ کی ایک اور ناانصافی دنیا پر مزید واضح ہوجائے گی کہ دیوبندی حضرات کے اپنے اور بیگانوں کے لیے اصول الگ الگ ہیں۔ (بشکریہ تالیف میثم عباس قادری)

تضمین بر کلام امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت

کیجیے اعداء کی آفت کیجیے یو قیامت پر قیامت کیجیے
فضلِ رب ہوگا ارادت کیجیے دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

غیظ میں شیطان جل جائے حضور دین کا بھی سِکّہ چل جائے حضور
یہ گروہ اب بھی سنبھل جائے حضور ملحدوں کا شک نکل جائے حضور
جانبِ مہ پھر اشارت کیجیے

خود بنو آقا کی زلفوں کا اسیر آپ کو بننا ہے جب روشن ضمیر
مہرباں ہوجائے گا رب قدیر اُن کے در پر بیٹھیے بن کر فقیر
بے نواؤ فکرِ ثروت کیجیے

دو جہاں میں نور والا آگیا چاند جس کو دیکھ کے شرما گیا
کفر جس کو دیکھ کے گھبرا گیا جس کا حُسن اللہ کو بھی بھا گیا
ایسے پیارے سے محبت کیجیے

ہر طرف چھا جائے گا کیف وسرور مخبر صادق ہیں! اے حور وقصور
دو جہاں ہوجائے گا جب چکنا چور عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے

کیا ہو شکوہ اے مرے طیبہ کے چاند کیا تھا میرا، اے مرے طیبہ کے چاند
ورد کیسا، اے مرے طیبہ کے چاند تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند
ظلمت غم کی شکایت کیجیے

بندہ اب باتیں بتانے کا نہیں دھوپ ہے اور شامیانے کا نہیں
یوں کہیں بھی آنے جانے کا نہیں اب تو آقا منھ دکھانے کا نہیں
کس طرح رفع ندامت کیجیے

آپ نے سینچا ہے دینِ گلستاں آپ پر نازاں ہے یہ سارا جہاں
اللہ اللہ مالکِ ہفت آسماں آپ ہم سے بڑھ کے ہم پر مہرباں
ہم کریں جرم آپ رحمت کیجیے

انور تلہری

نعت مقدس

از:- پھول محمد نعمت رضوی، تبغیہ کنز العلوم بنکل چھپرہ میگھ سیلوٹ، مظفر پور بہار

جو عظمت رسول پہ قربان ہوگیا
جنت کا اس کے واسطے سامان ہوگیا
توقیر اس کی بڑھ گئی دونوں جہان میں
جس کا بھی بچہ حافظ قرآن ہوگیا
مصروف جب ہوا میں ثنائے رسول میں
لمحہ وہ مشکلات کا آسان ہوگیا
طیبہ کی دید میں طلبگار ہوں بہت
ہوگی خوشی جو پورا یہ ارمان ہوگیا
جو دشمن رسول تھا ملتے ہی آپ سے
کلمہ وہ پڑھ کے دیکھو مسلمان ہوگیا
رحمت ہے بیٹی یہ میرے آقا نے کہا
آمد ہوئی جو اس کی میں دھنوان ہوگیا
نعمتؔ ہوئیں جو آقا کی مجھ پر نوازشیں
لو آج پورا نعتیہ دیوان ہوگیا

شولا پور میں عرس اعلیٰ حضرت

ہر سال کی طرح امسال بھی شہر شولا پور میں اہل سنت حنفیہ مسجد شاستری نگر میں عرس اعلیٰ حضرت بڑی ہی شان وشوکت سے منایا گیا۔ قاری باقر صاحب نے تلاوت کی صدارت مولانا عبدالسلام رضوی نے کی۔ حافظ افسر رضا قریشی نے نعت ومنقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ دیگر علماء اور ائمہ نے بارگاہ امام احمد رضا میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کیا۔ ۲ر بجکر ۳۸ر منٹ پر قل شریف، سلام و دعا اور اس کے بعد لنگر تقسیم کیا گیا۔ (فقیر محمد ایوب قادری رضوی، شولا پور)

ترانۂ سجادگی

بموقعۂ رسم سجادگی عرس اعلیٰ حضرت ۲۵ر صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

از:- خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا الشاہ قاری محمد امانت رسول صاحب،
سربراہ اعلیٰ مدینۃ الاسلام ہدایت نگر پیلی بھیت

آج ہے عرس رضا پھر تجھ کو کیا
کرتے ہیں مدح و ثنا پھر تجھ کو کیا
تھے مجدد چودہویں کے باخدا
حضرت احمد رضا پھر تجھ کو کیا
اس صدی کے ہیں مجدد بالیقیں
مصطفیٰ ابن رضا پھر تجھ کو کیا
یہ نجیب قادری مارہرہ کے
آئے ہیں صد مرحبا پھر تجھ کو کیا
بخشتے ہیں بیٹے کو سجادگی
حضرت سبحان رضا پھر تجھ کو کیا
جانشین اعلیٰ حضرت قادری
بن گئے احسن رضا پھر تجھ کو کیا
مفتی اعظم کے سجادہ نشیں
کون ہیں ؟ احسن رضا ! پھر تجھ کو کیا
آج عرس رضوی میں احسن رضا
قادری دولہا بنا پھر تجھ کو کیا
پیش کرتا ہے عقیدت کا خراج
یہ امانت برملا پھر تجھ کو کیا

نومنتخب سجادہ حضرت احسن میاں کا مجوزہ دورۂ بہار و نیپال

از:- محمد فرقان فیضی ابن مولانا نعمت رضوی، مظفر پور بہار

خطۂ بہار اور اس سے متصل نیپال کے علاقۂ سرلاہی کے رہنے والے سنی صحیح العقیدہ متبعین مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے یقیناً یہ مسرت وشادمانی کا موقع ہے کہ مؤرخہ ۱۴ر مئی سے ۱۸ر مئی تک یہاں کے عاشقان اعلیٰ حضرت کی عشق ومحبت کی پیاس کو سیرابی میں تبدیل کرنے کے لیے شہزادۂ حضور صاحب سجادہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت نومنتخب سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہ النورانی عشق ومحبت کی پریم نگری مرکز اہل سنت بریلی شریف سے تشریف لا رہے ہیں۔ سب سے پہلے آپ ملنگوا سرلاہی نیپال کے عظیم الشان دینی ادارے مدرسہ جیلانیہ میں تشریف لا کر یہاں کی قابل دید اور فلک بوس جیلانیہ جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرائیں گے۔ اور رات کو یہیں مفسر اعظم ہند کانفرنس کی سرپرستی فرمائیں گے۔ یہ حضرت کا پہلا دورہ ہے اس لیے یہاں کے سنی صحیح العقیدہ لوگ آپ کے دید کے شدت کے ساتھ منتظر ہیں۔ ۱۶ر تاریخ کو مظفر پور، سیتامڑھی، سیوان وغیرہ علاقوں کا تبلیغی ودعوتی دورہ فرما کر ہزاروں لوگوں کو سلسلہ رضویہ میں داخل فرمائیں گے۔ اس سنہرے موقع پر ان تمام علاقوں کے بڑے بڑے دینی اداروں میں حضرت کے استقبالیہ پروگرام ترتیب دیئے گئے ہیں۔ مؤرخہ ۱۶ر تاریخ ہی کی شب کو سیوان میں ہونے والے ایک عظیم الشان پروگرام کی سرپرستی بھی فرمائیں گے۔ مؤرخہ ۱۷ر مئی کو اُترواری محلّہ سندر پور سرلاہی میں سرکار مدینہ کانفرنس جو دو روزہ ہے اس کی صدارت وسرپرستی فرمائیں گے۔ واضح رہے کہ یہ نیپال کا واحد وہ ضلع ہے جو ۱۰۰ ر فیصد سنی رضوی مسلمانوں سے پُر اور بدمذہبوں سے پاک ہے۔ اس ضلع میں سرکار مفتی اعظم ہند، سرکار مفسر اعظم ہند، سرکار ریحان ملت اور حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کے دورے ہو چکے ہیں۔

حضرت احسن میاں صاحب قبلہ کے اس رشد وہدایت والے دورے کی خبر سن کر اطراف کے ضلعوں میں خوشیوں کی لہر دوڑ چکی ہے، پمفلیٹ، اشتہارات، پوسٹر، بینر، فلیکسی، اخبارات، ای میل، وغیرہ کے ذریعے شب وروز خوب سے خوب تر تشہیر کی جارہی ہے۔ نیپال کا ریڈیو برابر اس کی خبریں نشر کر رہا ہے۔ ایف ایم ریڈیو کے ذریعے سے بھی اس خبر کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ علما اور دانشوروں کا خیال ہے کہ اس چار روزہ دورے میں لاکھوں لوگ حضرت احسن میاں صاحب قبلہ کے دست حق پرست پر بیعت وتائب ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ میں داخل ہوں گے۔ اور سرکار اعلیٰ حضرت کے شہزادے کے ذریعہ خانوادۂ رضویہ کے مشائخ کرام کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہوں گے۔ لوگوں نے ابھی سے اپنے گھروں اور دوکانوں کو سجانا شروع کر دیا ہے۔ ہر طرف شہزادۂ اعلیٰ حضرت کی آمد کی تیاریاں زور وشور کے ساتھ عروج پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مذہبی ومسلکی پروگراموں کو نظر بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین

مراسلات

ادارہ

عرس نظامی اختتام پذیر

رپورٹ: مولانا محمد طاہر نظامی ایڈیٹر ضیائے حبیب میگزین

اگیا شریف (سنت کبیر نگر) میں حضور خطیب البراہین حضرت علامہ شاہ صوفی مفتی محمد نظام الدین برکاتی محدث بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا دوسرا سالانہ عرس مقدس کا انعقاد ۲۰/۲۱/ فروری ۲۰۱۵ء کو خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نظامیہ میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ہوا، عرس نظامی میں مشائخ عظام، علمائے کرام اور شعرائے اسلام نے کثیر تعداد میں شرکت کی، اور تمام حضرات نے حضور خطیب البراہین قدس سرہٗ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا، ملک وبیرون ملک سے لاکھوں مریدین، متوسلین، معتقدین نے شرکت کی۔ ۲۰/ فروری ۲۰۱۵ء بروز جمعہ مبارکہ بعد نماز فجر قرآن خوانی وایصال ثواب کی محفل منعقد ہوئی، بعد نماز جمعہ حضور خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان کے مکان سے چادر شریف کا جلوس نکلا جس کی قیادت شہزادۂ حضور خطیب البراہین، حبیب العلما حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رضوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ نظامیہ نے کی اور نبیرۂ حضور خطیب البراہین حضرت مولانا الحاج ضیاء المصطفیٰ نظامی، حضرت مولانا محمد سعید نظامی، مولانا ثناء المصطفیٰ نظامی اور حکیم رضاء المصطفیٰ نظامی و دیگر علمائے کرام ساتھ رہے۔

بعد نماز عشا 'خطیب البراہین کانفرنس' کی بحسن وخوبی انجام دہی کے لیے شہزادۂ حبیب العلما مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی نے تین نفری پینل تشکیل دیا۔ علمائے کرام کی اتنی تعداد تھی کہ اسٹیج پر سرشام ہی جگہ پُر ہو چکی تھی، بعد نماز عشا سے لے کر صبح صادق تک پروگرام چلتا رہا، علمائے کرام نے تقریریں کیں اور شعرا نے نعت ومنقبت کے حسین گلدستے پیش کیے اور عشاقان حضور خطیب البراہین بیٹھ کر سماعت کرتے رہے۔ جلسے کو خطاب کرتے ہوئے شہزادۂ حضور صدر الشریعہ، محدث کبیر حضرت علامہ الحاج ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری نائب قاضی القضاۃ فی الہند نے کہا کہ خطیب البراہین حضرت صوفی نظام الدین علیہ الرحمہ کو میں زمانہ طالب علمی سے جانتا ہوں، وہ مجھ سے سینئر تھے، میں نے دوران طالب علمی میں دیکھا کہ طلبہ انھیں صوفی صاحب کہا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صوفی پیدا ہی ہوئے تھے، صوفی صاحب ایک سچے پکے مومن تھے، ایسے مومن جن کی نگاہوں سے تقدیریں بدل جاتی ہیں، آپ ہمیشہ رسول پاک ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے تھے، آپ نے اپنی پوری زندگی سنت رسول ﷺ کے پیمانے میں ڈھال لی تھی۔

شیر کالپی، غیاث ملت، حضرت مولانا سید غیاث الدین صاحب قبلہ نے جلسے کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خطیب البراہین مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے ترجمان تھے، آپ سچے قادری تھے اور پوری زندگی سلسلۂ قادریہ کے فروغ میں گزار دی۔ پروگرام کا اختتام صلاۃ وسلام اور شہزادۂ حضور حافظ ملت حضرت علامہ الحاج عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی دعاؤں پر ہوا۔

اخیر میں نبیرۂ حضور خطیب البراہین حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی، نے تمام معاونین، زائرین، اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ ۲۱/ فروری ۲۰۱۵ء بروز سنیچر صبح آٹھ بج کر بیس منٹ پر آخری قل اور حضور صاحب سجادہ کی دعاؤں پر عرس اختتام پذیر ہوا۔

پاکستان میں عرس قادری رضوی کے روح پرور نظارے

لائل پور فیصل آباد۔ ۲۵/۲۴ صفر المظفر کو آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان پر سنی رضوی جامع مسجد میں مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا عرس سراپا قدس حضرت علامہ صاحبزادہ مولانا محمد فضل رسول حیدر رضوی کی سرپرستی میں تزک واحتشام سے فیض بخش عام ہوا جس میں ہزاروں عوام اور ۱۵۰ سے زائد مشاہیر علمائے اہل سنت نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ لنگر شریف کا وسیع انتظام تھا۔

میلسی ملتان۔ ضیغم اہل سنت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت رئیس التحریر علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی کی سرپرستی میں جامع مسجد دربار بابا پیر ننھے شاہ کی جامع مسجد میں فکر رضا کانفرنس منعقد ہوئی اور عیدگاہ میلسی اور سنی رضوی جامع مسجد میلسی میں عرس رضوی کی تقریب سعید ۱۹/۱۸ صفر المظفر کو منائی گئی۔

گوجرانوالا۔ ۲۱/۲۰ صفر کو حکیم الامت پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی کی زیر صدارت امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی جس میں سیکڑوں علمائے اہل سنت اور ہزاروں برادران طریقت نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

کراچی۔ ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر کو جمعیت اشاعت اہل سنت کے زیر اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر سی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا عرس سراپا قدس فیض بخش عام ہوا۔ کراچی میں ۱۰ مقامات پر عرس قادری رضوی کی تقریبات منائی گئیں۔

سرگودھا مولانا شاہد رضا رضوی کے زیر اہتمام جامع مسجد شاہد حامد علی شاہ میں عرس قادری رضوی منایا گیا۔ جس میں ضیغم اہل سنت صمصام المناظرین رئیس التحریر مولانا محمد حسن رضوی نے خطاب فرمایا۔

حیدرآباد۔ سندھ میں علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی مارہروی کے آستانہ پر دار العلوم احسن البرکات میں امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک منعقد ہوا۔

سکھر سندھ۔ جامعہ غوثیہ رضویہ باغ حیات علی شاہ سکھر میں علامہ مفتی محمد حسین قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ پر سرکار اعلیٰ حضرت کا عرس سراپا قدس شان وشوکت کے ساتھ منایا گیا۔

(رپورٹ: دلدار احمد رضا، میلسی پاکستان)

کوٹہ میں جشن دستار فضیلت

راجستھان کے مرکزی ادارے دار العلوم رضائے مصطفیٰ کا ۲۰ رواں جشن دستار فضیلت اور بانی ادارہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر حسین علیہ الرحمہ محسن اعظم راجستھان کا ۱۴ رواں عرس مفتی ملت زیر صدارت قاضی شریعت شہزادۂ مفتی ملت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شمیم اشرف رضوی مؤرخہ ۱۱ صفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعہ کو بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا جس میں ملک وملت کے مشاہیر علمائے کرام اور شعرائے عظام نے شرکت فرمائی۔

(محمد ضیاء الدین اختر، کوٹہ راجستھان)

ہماری ڈاک

ادارہ

حضرت قبلہ اقدس، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، شہزادۂ

حضور ریحان ملت سیدنا ومخدومنا علامہ شاہ الحاج محمد سبحان رضا خاں

سبحانی میاں صاحب قبلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خدا کرے مزاج مبارک بخیر وشگفتہ ہوں

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا مشترکہ شمارہ اگست تا اکتوبر باصرہ نواز ہوا، بحمد اللہ تعالیٰ سارے مشمولات لائق استفادہ ہیں بالخصوص علامہ نقی علی خاں علم وعمل کا ایک عظیم سنگم، جنگ بدر کیوں اور کیسے ہوئی، حیات امام اعظم کے چند درخشاں پہلو، محدث سورتی امام اہل سنت کی نظر میں، امام قاضی خاں حنفی، امام احمد رضا کی نظر میں، ایوان نعت ایک تجزیہ اور تعمیر بیت اللہ شریف بہت عمدہ، متنوع اور کافی معلوماتی ہیں، ڈاکٹر محترم وصی احمد واجدی مکرانی صاحب کا تجزیہ ایوان نعت مختصر ہونے کے باوجود بہت خوب اور کلام اعلیٰ حضرت کو شرک آمیز کہنے والے کے ''چہرہ'' پر زناٹے دار طمانچہ ہے، جنگ بدر پر اس طرح کا تفصیلی مضمون پہلی بار میری نظر سے گزرا، اسی طرح حیات امام اعظم کے حوالے سے صاحب مضمون نے بہت سے نئے گوشوں کو اجاگر کرنے کی اچھی اور کامیاب کوشش کی ہے۔ علامہ نقی علی خاں امام الاتقیاء و رئیس المتکلمین کی ذات گرامی پر بات ابھی ادھوری ہے دوسری قسط کا شدت سے انتظار ہے، کراچی پاکستان سے علامہ حامد علی علیمی صاحب کی دونوں تحریریں فکر انگیز اور قیمتی ہیں۔ بہر صورت مجموعی اعتبار سے پورا شمارہ اپنے اندر مکمل جامعیت لیے ہوئے ہے جس کے لیے سارے اہل قلم قابل مبارک باد ہیں اور پوری مجلس ادارت تشکر وامتنان کی مستحق، مولی تبارک وتعالیٰ آپ کے زیر سایہ رسالہ اعلیٰ حضرت کو بام عروج پر پہونچائے۔ آمین والسلام۔

کفش بردار

عبد المجید محامد رضوی

استاذ دار العلوم فدائیہ خانقاہ عالیہ سمرقندیہ، رحم گنج دربھنگہ، بہار، الہند

☆

محترم مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت السلام علیکم

ہر ماہ کی طرح ماہ جنوری ۲۰۱۵ء کا متبرک رسالہ بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ دیگر مضامین کے ساتھ مضمون حق بیانیاں بہت اچھا لگا۔ پڑھ کر کافی معلومات حاصل ہوئی۔ عرس شریف کے موقع پر حضرت صاحب سجادہ نے حضرت علامہ احسن رضا خاں صاحب قبلہ کو اپنا جانشین منتخب کیا۔ ہماری جانب سے بہت بہت مبارکباد پیش خدمت ہے۔ امید ہے کہ آپ کی سرپرستی میں مرکز کا کام احسن طریقہ سے انجام دیں گے۔ دعا میں یاد رکھیں۔ تمام احباب ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں سلام ومبارکباد پیش ہے۔

(محمد ریاض نقشبندی رضوی ادونی)

اپیل

قلم کار اور مضمون نگار حضرات سے گزارش ہے کہ مضامین صاف، خوشخط یا ان پیج میں کمپوز شدہ ہی ارسال فرمائیں۔ نیز فوٹو کاپی اور غیر واضح تحریر بھیجنے سے احتراز کریں۔ (ادارہ)

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکارِ اعلیٰ حضرت نے ایک آلِ رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ / ۱۹۰۴ء میں شہرستانِ عشق ومحبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر وترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم وحکمت کی لازوال تروتازگی وشادابی میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند کا علمی وروحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اور تابانیاں سرکار مفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثار وقربانی اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اور مرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کا ایک روشن ومنور نمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہ راہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ کی پرعزم، مستحکم اور مخلصانہ قیادت ونظامت کی درخشاں ودیدہ زیب تصویر ہے۔

وہ منظر اسلام جو ماضی قریب کے اکثر اکابر اہل سنت کا قبلۂ علوم وحکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم وملت کو ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' اور '' تحریک تحفظ عظمت اولیا '' کے بے شمار جانباز سپاہی عطا فرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی وعصری علوم وفنون کے ساتھ اسلامی افکار ونظریات کی ترسیل وتبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج وارتقا کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب ومسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کار ہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیا بار کرنوں کی روشنی میں اپنے روشن ومنور مستقبل کے خطوط متعین کرکے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں! یہی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثار وتعاون کو آواز دے رہا ہے۔ آئیے! اور اس کے عروج وارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجئے تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی وروحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا

سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

Monthly "Aala Hazrat" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003-(U.P.)
Ph.: 2555624, 2575683-(Office)
Fax : 2574627 (0091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P./BR-175/14-17
PUBLISHING DATE : 14th]
POSTING DATE : 18th] EVRY ADVANCE MONTH
PAGES : 64 PAGE WITH COVER WEIGHT 80 GRM

Rs. 20/-
Editor : Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Mian)
May - 2015

افریقی ہاسٹل کا خوشنما منظر

دعوت خیر

طالبان علوم نبویہ کے قیام وطعام، منظر اسلام کے تمام شعبوں کے عروج وارتقا، دارالافتا کے عمدہ واحسن انتظام، لائبریریوں کی آرائش وزیبائش، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مسلسل اشاعت، رضا مسجد کی زیب وزینت، خانقاہ رضویہ کی تب وتاب اورعرس رضوی کے وسیع انتظامات میں دل کھول کر حصہ لیں ۔

Printed Published & Owned by Mohammad Subhan Raza Khan "Subhani Mian" Printed at Raza Barqi Press, Moh. Saudagran Bareilly & Published at Office of Monthly Aala Hazrat 84, Saudagran Street Bareilly (U.P.)